

تعلیم و تربیت کا اسلوب و فرضیت

سیرت طیبہ ﷺ کے تناظر میں

ڈاکٹر سعید احمد صدیقی

پی۔ ایچ۔ ڈی، ایم اے، ایم۔ ایڈ، ایل۔ ایل۔ بی

فاضل علوم اسلامیہ، فاضل عربی، فاضل اردو

ABSTRACT

Dr. Sayed Ahmad Siddiqi

Coherence in between Education & Training in the light of the Teachings of the Holy Prophet (P.H.U.H)

Islam considers training as an essential outcome of education. The whole Holy Quran gives training alongwith the teachings to human beings. It guides towards these principles, purposes and the outlines, in regard on which the system of education of Islamic Society is established.

The Holy Prophet (P.B.U.H) practically implemented the coherent and classified system of education and training at the time of establishment of Islamic State in Madina. He outlined the basic structures of institutions for the mental and moral build up of the masses.

The factors which have their effects on education and training, like home, seminary, mosque, neighborhood environment, society and government bear tremendous responsibilities in this regard. Today, the Muslim Umma can overcome the present difficulties and

lead the whole world if it is fully abreast with the religious and modern education and equally fully equipped with the training.

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منجملہ اور امتیازات و کمالات کے معلم و مربی بھی بنا کر بھیجا اور فرمایا یہ عظیم المرتبت رسول لوگوں کو ہماری آیات پڑھ کر سنائے گا، انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا، ان کا تزکیہ نفس کرے گا، انہیں علم کی دولت سے مالا مال کرے گا، انہیں زندگی کے اسرار و رموز سے آگاہ فرمائے گا، انہیں راہ زیت کے نشیب و فراز بتائے گا، انہیں رہن سہن کے آداب سکھائے گا، انہیں عبادت و ریاضت کے ڈھنگ بتائے گا، انہیں سجدہ ریز ہونے کا طریقہ سکھائے گا، انہیں ناز و نیاز کا سلیقہ بتائے گا، انہیں حلال و حرام کی تمیز کرائے گا، انہیں جائز و ناجائز کا فرق کرائے گا، انہیں حقوق و فرائض کی نشاندہی کا انداز سکھائے گا، انہیں خیر و شر سے مطلع فرمائے گا، انہیں شفقت و محبت اور ادب و احترام کا درس پڑھائے گا، انہیں رضائے رب کا سبق سکھائے گا، انہیں گناہوں اور خطاؤں سے بچنے کے اطوار بتائے گا، انہیں لغزشوں سے رکنے کی تربیت دے گا، انہیں بندگی کے اسلوب بتائے گا، انہیں صلح و آشتی، امن و امان اور انسانیت و شرافت کی قدروں سے روشناس کرائے گا، انہیں اخلاق کا، کردار کا، عزت کا، عظمت کا، شرافت کا، امامت کا، عدالت کا، شجاعت کا، تربیت کا، تہذیب کا، تزکیہ کا، رفعت کا، رافت کا بھولا ہوا سبق یاد کرائے گا۔ (۱)

تعلیم و تربیت کا مفہوم:

لغت کے اعتبار سے تعلیم کا مادہ علم (ع ل م) ہے، اس کے معنی ہیں کسی چیز کا ادراک کرنا، اس سے باب تفضیل میں ”تعلیم“ آتا ہے، تعلیم کے معنی بار بار اور کثرت کے ساتھ خبر دینے کے ہیں، حتیٰ کہ معلم کے ذہن اس کا اثر پیدا ہو جائے (۲)

انگریزی زبان کا لفظ Education لاطینی لفظ Edex بہ معنی نکالنا اور

یعنی رہنمائی سے ماخوذ ہے۔ (۳)

تعلیم کے وسیع مفہوم میں وہ تمام معلومات و تجربات شامل و شمار ہوتے ہیں جو گود سے گورتک ہر فرد باضابطہ یا بے ضابطہ، رسمی یا غیر رسمی طور پر خود حاصل کرتا ہے یا اسے حاصل کرایا جاتا ہے۔ (۴)

تربیت کے واضح معانی تہذیب، بلندی، ترقی، نفس، عقل، روح اور جسم کا تزکیہ ہے۔ تربیت اپنے معنی کے اطلاق اور شمول میں تعلیم کی عملیت سے زیادہ وسیع ہے، کیونکہ تربیت کا ہدف انسان کے تمام پہلوؤں کی نشوونما اور نکھار ہے۔ قرآن و سنت، تربیت نبوی ﷺ کا منہج ہیں، جس کے تحت صحابہ کرامؓ کی تربیت ہوئی اور ہر دور کے مسلمانوں کی تربیت کا یہی منہج ہونا چاہئے۔ (۵)

تعلیم کے ساتھ تربیت کی اہمیت:

تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی کا بنیادی مقصد ”اللہ تعالیٰ کا صالح بندہ بنانا ہے“ یعنی افراد کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنا، ان کے طبعی رجحانات کو صحیح رخ پر ڈالنا اور انہیں دینی، جسمانی، عملی اور اخلاقی اعتبار سے بتدریج اس لائق بنانا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں، کائنات میں اس کی مرضی کے مطابق تصرف کریں، نیز انفرادی، عائلی اور اجتماعی حیثیت سے ان پر جو ذمہ داریاں ان کے خالق و مالک کی طرف سے عائد ہوئی ہیں ان سے وہ مکمل حلقہ، عہد برآ ہو سکیں۔ (۶)

دنیا کے کسی مذہب نے یا نظام فکر نے تعلیم و تربیت کے حصول پر اتنا زور نہیں دیا جتنا اسلام نے۔ لہذا زمانہ قبل اسلام کو زمانہ کفر نہیں بلکہ زمانہ جاہلیت کے نام سے پکارا گیا۔ اسی طرح اسلام کے سب سے بڑے دشمن کو ابوالکفر کے بجائے ابوجہل کہا گیا، خدا نے جب آدم کو پیدا کیا تو سب سے پہلے تو انہیں اسمائے اشیاء کا علم دیا گیا، حضور ﷺ پر جب وحی اتری تو اس کا پہلا لفظ ”اقرا“ تھا۔ قرآن مجید میں ایک قول کے مطابق لفظ ”علم“ یا اس کے مشتقات چار سو زیادہ مرتبہ آئے ہیں، اس کے علاوہ عقل، شعور اور تفکر بتکرار استعمال ہوئے ہیں۔ (۷)

تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی کا اہم مقصد یہ ہے کہ مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان

نہیں، سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ”اسلامی دور کے مقاصد تعلیم کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بن کر انھیں اور دنیا میں تہذیب و تمدن کے نظام کو اس طرز پر چلانے کے قابل ہوں جو اسلام چاہتا ہے۔ (۸)

”نظام تعلیم کا مقصد محض کتابیں پڑھانے اور علوم و فنون سکھا دینے سے حل نہیں ہو سکتا۔ نہ یہ کبھی مثالی نظام تعلیم کہلا سکتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ تشکیل سیرت کو کتابی علم سے زیادہ اہمیت دی جائے، جس کے نتیجے میں انسانی اخلاقیات پیدا ہوں گی اور معاشرہ کی تعمیر صالح بنیاد پر رکھی جاسکے گی۔ (۹)

ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر سعید اختر قم طراز ہیں تعلیم و تربیت کا اولین مقصد طلبہ میں اسلامی نظریہ حیات سے آگہی پیدا کرے، یعنی زندگی کا مفہوم اور مقصد، دنیا میں انسان کی حیثیت، توحید، رسالت، آخرت، انفرادی اور اجتماعی زندگی پر ان کے اثرات، اخلاقیات کے اسلامی اصول، اسلامی ثقافت کی نوعیت، ایک مسلمان کے فرائض اور اس کا مشن انہیں سمجھایا جائے، انہیں بتایا جانا چاہئے کہ وہ کس طرح اعلیٰ مقاصد کے لئے دنیا کی تمام قوتوں کو استعمال کریں۔ تعلیم کو ایسے افراد پیدا کرنے چاہئیں جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بارے میں اسلامی نظریات پر بھرپور یقین کے حامل ہوں اور اس طرح ان کے اندر ایک ایسا اسلامی نظریہ پیدا ہو کہ وہ زندگی کے ہر میدان کے لئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنا راستہ خود بنا سکیں۔ (۱۰)

ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی رائے: عالم اسلام کے مشہور اسکالر علامہ یوسف القرضاوی کی رائے کے مطابق تعلیم و تربیت کا اہم مقصد ”صالح انسان“ پیدا کرنا ہے، ایسا صالح انسان جس کے اوصاف سورہ العصر میں بیان کئے گئے ہیں۔ (۱۱)

پروفیسر محمد سلیم کی رائے: تعلیم و تربیت کے مقاصد کے حوالے سے ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر محمد سلیم صاحب قم طراز ہیں: ﴿۱﴾ اسلامی نظریاتی حکمت پر ایمان راسخ پیدا کرنا، ﴿۲﴾ انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی کے مقاصد پورے کر سکے، ﴿۳﴾ انسان خلافت کا نظام دنیا میں قائم کر سکے، ﴿۴﴾ اطاعت رب، اتباع سنت، تقویٰ اور آخرت کی جو بندہ کی ہر دم تازہ

شعور پیدا کرنا، ﴿۵﴾ علوم ہدایت (علوم دینی) کی تعلیم دینا، ﴿۶﴾ علوم وصفی (عمرانی و سائنسی علوم) کی تعلیم دینا، ﴿۷﴾ انسان کی فنی اور حرفتی صلاحیتوں کو نشوونما دینا تاکہ رزقی حلال کما سکے، ﴿۸﴾ انسان کی تہذیب نفس، تطہیر اخلاق اور تعمیر سیرت کرنا، ﴿۹﴾ انسان کو داعی حق اور اعمال خیر کا محرک بنانا، ﴿۱۰﴾ انسان کو محنت و مشقت کا عادی بنانا، ﴿۱۱﴾ انسان کے اندر صبر، مستقل مزاجی اور اللو العزیز کی صفات پیدا کرنا، ﴿۱۲﴾ انسان کے اندر پابندی، اوقات، نظم و ضبط اور پیش بینی کی عادت ڈالنا۔ (۱۲)

پروفیسر خورشید کے نزدیک تعلیم و تربیت کا اہم مقصد فرد کے کردار کی تعمیر ہے، اس حوالے سے وہ رقمطراز ہیں: ”تعلیم میں سب سے زیادہ اہمیت طالب علم کے کردار کی تشکیل کو حاصل ہونا چاہئے، تعلیم جب تک اچھے کردار تعمیر نہ کرے گی، اپنا حقیقی مقصد کبھی حاصل نہ کر پائے گی، اسلام میں نیک اعمال اولین اہمیت کے حامل ہیں، قرآن پاک میں ایمان اور عمل صالح کی بہ یک وقت تلقین کی گئی ہے، اور نبی اکرم ﷺ کے بنیادی مشن میں تزکیہ، یعنی انسانی زندگی اور روح کی تطہیر، شامل ہے اور اسے اولیت حاصل ہے۔ (۱۳) تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی ہو تو فرد کے لئے اپنی رائے کو مؤخر کر کے ماہرین کی رائے کو مقدم اور تسلیم کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی رقمطراز ہیں: ہر فن اور تجربہ کے محققین و ماہرین اور اہل علم و معرفت کی آراء ماننا ضروری ہے اور یہ صحیح علمی و عقلی رویہ ہے۔ امور حربیہ میں عسکری ماہرین کی رائے ماننا ضروری ہے۔ معاشیات میں ماہرین معاشیات کی رائے سے استفادہ ضروری ہے۔ زرعیات میں ماہرین زراعت کی آراء کو وزن دینا ضروری ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دیگر مسائل و معاملات میں ان کے ماہرین و محققین سے استفادہ ضروری ہے۔ (۱۴)

تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی کا ایک اہم مقصد تمدن کی دولت سے مالا مال کرنا ہے، ہمارے پیارے نبی ﷺ کی بعثت کا ایک اہم مقصد نہ صرف اہل عرب بلکہ پورے عالم کو تمدن کی دولت سے مالا مال کرنا تھا اسی لئے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنے معلم

”کتاب و حکمت“ ہونے پر بڑا فخر تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ ﷺ کا یہ خوبصورت اور حکیمانہ طرز عمل بیان فرمایا: ”آپ ﷺ ایک دن اپنے حجرے سے نکلے اور مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے تو صحابہ کرامؓ کے دو حلقے دیکھے ایک تلاوت اور دعاء میں مصروف تھا اور دوسرا علم سیکھنے اور سکھانے میں مصروف تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دونوں حلقے اچھے کام میں مشغول ہیں، یہ قرآن پڑھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہیں اگر وہ چاہے تو انہیں عطا کرے اور چاہے روک دے اور یہ علم سیکھنے اور سکھانے میں مصروف ہیں، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا اور مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے، کہہ کر علمی حلقے میں بیٹھ گئے۔ (۱۵)

تعلیم تربیت کے ایک جزء کی طرح ہے اور تربیت وہ محنت ہے جس کا مقصد تمام قوائے انسانی کو مختلف وسائل اور مشروع طریقوں سے مکمل اور موثر نشو و نما عطا کرے تاکہ انسان اپنے معاشرے کا ایک اچھا فرد بن سکے، یہ تربیت انسان کے تمام پہلوؤں روح، عقل اور بدن سب کو شامل ہے۔ (۱۶)

اب اگر تعلیم کے ساتھ تربیت نہ ہو تو صرف معلومات میں اضافہ ہوگا اور کچھ حاصل نہ

ہوگا۔

تعلیم کچھ اور شے ہے تربیت کچھ اور

لاکھ طوطے کو پڑھایا پھر بھی وہ حیواں رہا

اسلام نے علم کا جو تصور دیا ہے اس میں علم اور تربیت دونوں کو یکساں اہمیت دی گئی ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفس دونوں کو ساتھ ساتھ انجام دینا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے مخصوص نظام تعلیم میں تعلیم اور سیرت سازی ایک ہی حقیقت کے دو پہلوئے ہیں اور اس کا اظہار علم و فضل کی اصطلاح سے بھی ہوتا ہے جو علم اور نیکی اور اخلاق حسنہ میں بڑھے ہوئے ہونے کے مفہوم کو ادا کرتی ہے۔ (۱۷)

تعلیم و تربیت دنیا میں سب سے مشکل کام ہے، انسانی تعلیم و تربیت کسی مکان کی تعمیر کا نام نہیں کہ معمار جس اینٹ کو جس طرح گھڑ کر جہاں لگانا چاہے وہیں فٹ کر دے، بلکہ انسان

ایک جذبات رکھنے والی مخلوق ہے، جو کبھی نصیحت کی طرف مائل ہوتی ہے تو کبھی پند و نصائح سے بیزار دکھائی دیتی ہے، کبھی غم کی تصویر ہے تو کبھی مجسم خوشی، کبھی اندرونی کشمکش اس پر اثر انداز ہوتی ہے، تو کبھی وہ خارجی دباؤ کا شکار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم و تربیت کا ایک ہی لگا بندھا طریق کار ہر انسان کے لئے کارگر نہیں ہو سکتا۔ (۱۸)

انسانی فطرت ہے کہ انسان سہولت پسند ہے اس کے لئے تعلیم و تربیت میں اسے دین و دانش سے دہشت زدہ کرنے کے بجائے اس سے مانوس کیا جائے اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہماری یہی رہنمائی کرتا ہے، تعلیم و تربیت میں ترویج اور تیسیر ایک بنیادی حکمت ہے جس کو اپنا کر ہم معاشرے کے بہترین افراد تیار کر سکتے ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا (۱۹)

بشارت و نفرت پیدا نہ کرو، آسانی بہم پہنچاؤ، تنگی میں نہ ڈالو۔

اسلامی تعلیم و تربیت کا حصہ ہے کہ اساتذہ کی تعظیم و احترام کی طرح فرد کے دل میں آلات علم کا غنڈ، قلم، روشنائی اور کتاب کی عظمت و احترام بھی اس کے دل میں ہو، ہمارے اکابرین اور اساطین علم نے ہمیشہ اس کی تعلیم دی اور اپنے علم سے اس کی ترغیب دی۔

حضرت مجدد الف ثانی ایک روز بیت الخلاء میں تشریف لے گئے، اندر جا کر نظر پڑی کہ انگوٹھے کے ناخن پر ایک نقطہ روشنائی کا لگا ہوا ہے، جو عموماً لکھتے وقت قلم کی روانی دیکھنے کے لئے لگا لیا جاتا ہے۔ فوراً گھبرا کر باہر آ گئے اور ایک درخت کی جڑ میں دھونے کے بعد تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ایک نقطہ کو علم کے ساتھ ایک تلبیس و نسبت ہے۔ اس لئے بے ادبی معلوم ہوئی کہ اس کو بیت الخلاء میں پہنچاؤں (۲۰)

اس کے برخلاف ہم اپنے ارد گرد نظر ڈالتے ہیں تو آج کل روشنائی کا بیت الخلاء لے جانے کا کیا کہنا، کسی بھی بیت الخلاء میں جا کر محسوس ہوتا ہے کہ کسی کتابت کے مشق کے کمرے میں آ گئے ہیں، ہر طرف دیواروں پر طرح طرح کے جملے اور عبارتیں لکھی ہوتی ہیں یہ نہایت مضموم فعل اور بڑی بے ادبی ہے۔ دوسری بے ادبی جو عام ہے وہ اخبار و رسائل میں درج قرآنی

آیات، احادیث، اسماء الہیہ ہیں جن کا ادب و احترام کیا جاتا ہے نہ انہیں محفوظ کیا جاتا ہے گلی، کو چوں غلاظتوں کی جگہوں میں بکھرے نظر آتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا جن عالمگیر پریشانیوں میں گھری ہوئی ہے اس میں اس بے ادبی کا بھی بڑا دخل ہے۔ (۲۱)

انبیاء کرام علیہم السلام کا تربیتی اسلوب:

ہر نبی مامور من اللہ ہوتا ہے اور وہ پوری قوم کی تعلیم و تربیت وحی الہی کی روشنی میں کرتا ہے، مختلف انبیاء علیہم السلام کی دعوت و تربیت کے بارے میں قرآن کریم ہماری رہنمائی فرماتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت صالحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت لوطؑ، حضرت یونسؑ، حضرت داؤدؑ و سلیمانؑ کا اندازِ تعلیم و تربیت ہمیں ملتا ہے۔

حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہما السلام کی کا تربیتی اسلوب

”جب کبھی بھی انہیں ان کے رب نے کہا“ ”فرمانبردار ہو جاؤ“ انہوں نے کہا ”میں نے رب العالمین کی فرمانبرداری کی“ اس کی وصیت ابراہیم اور یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو کی، کہ ہمارے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند فرمایا ہے۔ خبردار! تم مسلمان ہی مرنا، کیا (حضرت) یعقوبؑ کے انتقال کے وقت تم موجود تھے؟ جب انہوں نے اپنی اولاد کو کہا میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی اور آپ کے آباؤ اجداد ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے“ (۲۲)

حضرت لقمان علیہ السلام کا تربیتی اسلوب:

نیک والدین اپنی اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت کرتے ہیں، حضرت لقمان کا واقعہ جو نزول قرآن سے صدیوں پہلے کا ہے ان کی نصیحت آموز باتیں جو وہ اپنے بیٹے کو تربیت دینے کے لئے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اتنی محبوب ہوئیں کہ اُمت محمدیہ ﷺ کی تعلیم و تربیت و رہنمائی کے لئے اپنی مقدس کتاب میں بیان فرمائی۔ (۲۳)

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت کرتے ہوئے شرک سے منع کیا، نیکی کی ترغیب دی، نماز قائم کرنے کا حکم دیا، اچھے کاموں کی تلقین کا حکم دیا، برے کاموں سے منع کرنے کا حکم دیا اور مصیبت پر صبر کرنے کا حکم دیا، اسی طرح انتہائی سبق آموز باتوں سے ان کی تربیت کرتے ہیں۔ (۲۳)

عہد نبوی ﷺ کا تربیتی اسلوب:

ما قبل اسلام عربوں کے مرغوب مشغلے تھے لیکن سائنس اور ادب کے دلدادہ مفقود تھے، ہادی اسلام کی تلقین نے عرب قوم کی سوئی ہوئی قوتوں کو جگا کر ان میں ایک نئی حرکت پیدا کر دی۔ آپ ﷺ کی مدت حیات کے اندر ہی ایک تعلیمی ادارے کی داغ بیل پڑ گئی، جس کی بنیاد پر آئندہ سالوں میں بغداد، سائر نو، قاہرہ اور قرطبہ کی یونیورسٹیاں قائم ہوئیں۔ یہاں معلم اسلام بنفس نفیس صفائے قلب اور پاکیزگی روح پیدا کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ (۲۵)

دنیا کی تاریخ میں کون سا ایسا استاد و مربی گزرا ہے جس کے ہاتھوں اتنی بڑی اور راست باز تعداد میں لوگ تیار ہوئے ہوں، جتنی بڑی تعداد میں حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت کے ذریعے تیار ہوئے، جن لوگوں کی تربیت آپ ﷺ کے ہاتھوں ہوئی وہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل کیا تھے اور پھر کیا ہو گئے؟

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا (۲۶)

نبی اکرم ﷺ ملت اسلامیہ کے سب سے پہلے معلم تھے۔ آپ ﷺ ہی نے پہلی منظم تعلیم گاہ مدینہ منورہ میں قائم فرمائی۔ صفہ نامی چوترا پہلا مدرسہ تھا اور اصحاب صفہ اس کے معلم تھے۔ اس مدرسے میں ۷۰ اور ۸۰ تک طالب علم تھے۔ حضور ﷺ کے علاوہ دوسرے صحابہ کبار بھی یہاں معلم کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے تھے۔ اصحاب صفہ میں سے ایک یعنی حضرت معاذ بن جبل مالی امور کے نگران تھے اور عطیات کی تقسیم کا کام ان ہی کے سپرد تھا۔ ان معلمین میں

سے مختلف افراد اسلامی حکومت کی مختلف خدمات کے لئے مامور کر دیئے جاتے تھے، اور تعلیم و تبلیغ کے لئے تو خصوصیت سے انہیں اصحاب کو بھیجا جاتا تھا اپنی مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے یہ طلبہ خود بھی محنت کرتے اور کماتے۔ دوسرے اہل ثروت مسلمان بھی ان طلبہ اور ان کے معلمین کی مقدور بھر مدد کرتے اور خود حضور اکرم ﷺ بھی براہ راست ان کی مدد فرماتے۔ (۲۷)

سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا حقیقت کا گر ان کو ایک ایک بتایا زمانے کے گڑے ہوؤں کو بتایا بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر (۲۸) اس مدرسے نے اسلامی قلمرو میں تعلیم کی نچ قائم کی اور جو روایت اس میں پڑی وہ ہی ہماری تعلیمی روایت بن گئی اور وہ روایت یہ تھی:

﴿ا﴾ اولین چیز دینی تعلیم ہے۔ قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کو نصاب تعلیم کا مرکز و محور ہونا چاہئے۔ ﴿ب﴾ تعلیم کا مقصد۔ اچھا مسلمان اور داعی الی الحق بنانا، ۲۔ اور مسلم معاشرے کی ہمہ ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ ﴿ج﴾ رسول کریم ﷺ نے تعلیم اور مسجد کا تعلق قائم کیا۔ مسجد دینی محور، سیاسی مرکز اور تعلیم گاہ بنی اور اس کے ذریعے سے طالب علم ایک مخصوص ثقافتی ورثے کے امین بنے۔ ﴿د﴾ معلمین کے لئے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے خود محنت مزدوری کرنا، اور مختلف حرفتوں کو سیکھنا اور ان سے وابستہ ہونا اچھا اور پسندیدہ قرار پایا۔ ﴿ه﴾ تعلیم کی آخری ذمہ داری مسلمان معاشرے اور اسلامی ریاست پر عائد ہوتی ہے اور اسے اس مقصد کے لئے اپنے وسائل استعمال کرنے چاہئیں۔ مسلمانوں کی قومی آمدنی اور بیت المال پر اولین حق زیر تعلیم طلبہ اور ان پر ہونے والے جملہ مصارف کا ہے۔ (۲۹)

Spirit of Islam کے مصنف سید امیر علی آپ ﷺ کے حوالے سے رقمطراز ہیں: ”رسول عربی ﷺ کو علم اور سائنس بے جو محبت تھی اور جو آپ ﷺ کو تمام دوسرے معلمین دین سے امتیاز بخش اور جدید دنیا کے فکر سے آپ ﷺ کو ایک نہایت قریبی رشتہ موانست میں منسلک کرتی ہے۔“ (۳۰)

آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے داکٹر خالد علوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رقمطراز ہے: ”نبی ﷺ کی دعوت سر تا پا تعلیم تھی، ایسی تعلیم جو علام الغیوب کی طرف سے آرہی تھی، قرآن کریم کی صورت میں جو کچھ آپ ﷺ پر اترتا تھا آپ ﷺ اسے بلا کم و کاست اپنے شاگردوں تک پہنچا دیتے تھے۔ جس طرح قرآن کریم کا نزول آپ ﷺ کی زندگی کے تیس برسوں پر پھیلا ہوا ہے، اسی طرح آپ ﷺ کی تعلیم و تعلم کی مشغولیت بھی تیس برسوں پر مشتمل ہے۔ (۳۱)

خواتین کی تربیت کا اسلوب:

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ فرد کی تربیت میں سب سے اہم کردار عورت کا ہے اور ہر دور میں اس کا کردار بڑا اہم رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الدنيا متاعٌ وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة (۳۲)

”دنیا متاع ہے اور اس کی سب سے بہتر متاع نیک عورت ہے“

خصوصیت کے ساتھ جب عورت ماں کے روپ میں ہو تو فرد کے لئے ماں کی گود سب سے پہلی تعلیم و تربیت کی درس گاہ ہوتی ہے اس لئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الجنة تحت اقدام الامهات - (۳۳)

”جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے“

آپ ﷺ نے اسی درس گاہ کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

اطلبوا العلم من المهد إلى اللحد

”ماں کی گود سے لے کر قبر میں جانے تک علم حاصل کرو“

سائنسی طور پر یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ عورتیں بچوں کی ضروریات، سہولت اور جذبات کے بارے میں بہتر سوجھ بوجھ رکھتی ہیں۔ اس لئے انسان سازی کا کام وہ بطریق احسن کر سکتی ہیں۔ ابتدائی زمانہ سے ہی ہر دور میں یہ ذمہ داری خواتین کے سپرد رہی ہے۔ (۳۴)

عورت وہ ذمہ داریاں سنبھال لیتی ہے جو اس سے متعلق ہیں اور اس کی طبیعت و

مزاج اور جنس سے مطابقت رکھتی ہیں، مثلاً گھر کا نظم و نسق سنبھالنا، کام کاج کرنا، بچوں کی تربیت دیکھ بھال اور واقعی کسی نے بالکل درست کہا ہے:

والام مدرسة اذا اعددتها اعددت شعباً طيب الأعراق
ماں ایک ایسا مدرسہ ہے کہ اگر تم نے
تو ایک ایسی جماعت کو تیار کر لیا جو بہترین
اسے تیار کر لیا
جزوں اور بنیاد والی ہے (۳۵)

ابتدائی زمانہ سے ہر دور میں انسان سازی کی ذمہ داری خواتین کے سپرد رہی ہے، اسی حقیقت کے اظہار کے لئے نپولین بونا پارٹ کا قول ہے: ”تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔“ (۳۶)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال بھی عورت کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں
شرف میں بڑھ کر ثیا سے مشق خاک اس کی کہ ہر شرف ہے اسی درج کا در نکوں!
مکالمات افلاطون نہ لکھ سکی لیکن! اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطون (۳۷)

ایک مسلمان ماں کو اپنے بچے کی پرورش و تربیت ان خطوط پر کرنی چاہئے کہ وہ نہ صرف جسمانی طور پر بہترین صلاحیتوں کا حامل ہو بلکہ ذہنی طور پر بھی سب سے فائق ہو، تاکہ اس جہاں میں اپنے رب کی نیابت کا فریضہ بخوبی ادا کر سکے۔ (۳۸)

تعلیم و تربیت کی فرضیت و اہمیت:

اسلام میں تعلیم و تربیت کے حق کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی پہلی وحی کا آغاز حرفِ اقراء سے ہوا جو تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی اہمیت کو بیان کرتا ہے، قرآن کریم کے نازل ہونے والے اس پہلے حکم کے مطابق اسلام میں تعلیم و تربیت حاصل کرنا حق نہیں بلکہ فرض ہے۔ اسلامی ریاست اس امر کی پابند ہے کہ وہ شہریوں کو وہ تمام سہولتیں فراہم کرے جو ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح:

۱۔ ہر شخص اپنی فطری صلاحیتوں اور قابلیتوں کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کا حقدار ہے۔

۲۔ ہر شخص اپنے پیشے اور مستقبل کے مشاغل منتخب کرنے کا آزادانہ حق رکھتا ہے۔ اسے اپنی فطری صلاحیتوں کے جوہر کے بھرپور اظہار کا موقع دیا جائے۔

اسلام اور مغربی قانون کے تصورات کے تقابلی مطالعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مغربی قانون نے تعلیم و تربیت کے حق کا جو اعتراف دور حاضر میں کیا ہے، اسلام نے صدیوں قبل اپنی وحی کے آغاز سے ہی اس کی بنیاد رکھ دی تھی۔ (۳۹)

ججہ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، بچے کی تعلیم و تربیت ایک نہایت اہم فریضہ ہے وہ والدین کے پاس امانت ہے اس کا دل کو ہر نفس کی طرح پاک ہے اور تمام نقوش سے خالی ہے اور موم کی طرح نقش پذیر ہے، جس طرف مائل کرو، اس طرف میلان کے لائق ہوتا ہے، اگر سعادت کا بیج بوؤ گے تو دین و دنیا میں سعادت حاصل کرے گا اور ماں، باپ اور استاد اس کے ثواب میں شریک ہوں گے، اور اگر اس کے خلاف ہوگا تو بد بخت ہوگا اور پھر جو کچھ بھی اس پر گزرے گا وہ اس میں شریک ہوں گے اس لئے فرزند کو مودب بنائیں اور نیک اخلاق سے آراستہ کریں اور بری صحبت سے بچائیں (۴۰)

اولاد کو صحیح تعلیم و تربیت نہ دینا بھی قتل اولاد کے زمرے میں آتا ہے، مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سورہ انعام کی آیت ۱۵۱ کی تشریح میں لکھتے ہیں: ”اولاد کو تعلیم و تربیت نہ دینا جس کے نتیجے میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کی فکر سے غافل رہے، بد اخلاقیوں اور بے حیائیوں میں گرفتار ہو یہ بھی قتل اولاد سے کم نہیں۔ جو لوگ اپنی اولاد کے اعمال و اخلاق کے درست کرنے پر توجہ نہیں دیتے ان کو آزاد چھوڑتے ہیں یا ایسی غلط تعلیم دلاتے ہیں جس کے نتیجے میں اسلامی اخلاق تباہ ہوں وہ بھی ایک حیثیت سے قتل اولاد کے مجرم ہیں اور ظاہری قتل کا اثر تو صرف دنیا کی چند روزہ زندگی کو تباہ کرتا ہے، یہ قتل انسان کی آخری اور دائمی زندگی کو تباہ کر دیتا ہے۔ (۴۱)

اسلام میں تعلیم و تربیت کو اہمیت کیوں ہے؟

اس لئے کہ صحیح تعلیم و تربیت کے بغیر آدمی اللہ تعالیٰ کو پہچان سکتا ہے اور نہ اس کا نکات

میں اپنی حیثیت کو،

وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا
وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ (۴۲)

اور جو لوگ پختہ علم رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم (تشابہ آیات پر بھی)
ایمان رکھتے ہیں کیونکہ سبھی طرح کی آیتیں اللہ کی طرف سے نازل کردہ
ہیں اور نصحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہوں۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (۴۳)

”بے شک اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو صاحب علم
ہوں۔“

اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے، (۴۴) بلکہ اہل
علم کا درجہ تو بہت بلند ہے۔ (۴۵)

اور اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اتنا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جس
سے وہ حق و باطل میں تمیز کر سکے، چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں:

طلب العلم فريضة على كل مسلم (۴۶)

”علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔“

لیکن اس سے یہ نہیں سمجھا جائے کہ اس حکم میں صرف دینی علم حاصل کرنا فرض قرار
دیا گیا بلکہ بنیادی علم یعنی لکھنا پڑھنا جانا بھی اس سے مراد ہے، جس کی مثال یہ ہے کہ
آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت عربوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا اور مدینے میں بھی
ایسے لوگ کم تھے اور آنحضرت ﷺ کو اس کی کو پورا کرنے کا اتنا خیال تھا کہ بدر میں جو پڑھے
لکھے قیدی تھے ان کا فدیہ مقرر کیا گیا کہ وہ مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں، چنانچہ حضرت
زید بن ثابت جیسے عالم نے اس موقع پر ہی لکھنا پڑھنا سکھا تھا۔ (۴۷) اس میں سائنسی تعلیم
بھی شامل ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ۚ (۴۸)
 ”اے نبی (ﷺ) ان سے کہو کہ تم زمین میں گھومو پھر وادیکھو کہ کس
 طرح اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔“

اور مسلمانوں کو مظاہر فطرت کے مشاہدے پر ابھارتا ہے:
 إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
 وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ
 اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ
 فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ م وَتَصْرِيفِ الرِّيْحِ وَالسَّحَابِ
 الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ
 يَعْقِلُونَ ۝ (۴۹)

”بے شک آسمانوں اور زمین کا پیدا ہونا، دن اور رات کا بدلنا، سمندر میں
 کشتیوں کا تیرنا اور ان سے لوگوں کا فائدہ اٹھانا، آسمان سے بارش کا
 برسنا اور اس کے ذریعے زمین کا زندہ ہو جانا، اس کے مرنے کے بعد
 روئے زمین پر طرح طرح کے جانوروں کا پایا جانا، ہواؤں کا چلنا اور
 زمین و آسمان کے درمیان بادلوں کا حکم کے تابع ہونا، یہ ان لوگوں کے
 لئے اللہ کی کھلی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔“

اور مسلمانوں کو کائنات کی تعلیم دیتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے
 لئے ہی تو بنایا ہے:

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي
 الْأَرْضِ (۵۰)

”کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لئے آسمانوں اور زمینوں کی تمام
 چیزوں کو مسخر کر دیا ہے؟“

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا - (۵۱)
 ”اور اسی (اللہ) نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے۔“

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے (۵۲) نیز آپ ﷺ ہمیشہ دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما۔ (۵۳)

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ
 إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (۵۴)

اور اسی نے تمہارے لئے زمین و آسمان کی سب چیزوں کو مسخر کیا۔
 بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔
 تجربہ مشاہدہ کی حمایت کرتا ہے۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ (۵۵)
 اے نبی ﷺ! ان سے کہو تم زمین میں گھومو پھرو اور دیکھو کہ کس طرح اللہ نے مخلوقات کو پیدا کیا۔

امور کو ان کی بہترین شکل میں انجام دینے کی تلقین کرتا ہے یعنی Excellence کا حکم دیتا ہے، چنانچہ حدیث جبرائیل میں ہے کہ حضرت جبرائیل نے پہلے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ (یعنی عقیدہ) پھر پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ یعنی اعمال اور اس کے بعد پھر پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ یعنی ان اعمال کو بہترین طریقے سے انجام دینے کا طریقہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے وہ طریقہ بتا دیا یعنی اللہ تعالیٰ کی حضوری کا تصور (۵۶) ایک دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

ان الله كتب الاحسان على كل شئ (۵۷)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ فرض کیا ہے کہ ہر کام بہترین طریقے سے کرو اور یہاں مہمات امور کی بھی قید نہیں کہ نماز، روزہ اور جہاد جیسے امور بہترین طریقے سے انجام دو بلکہ فرمایا

کہ چھوٹا سے چھوٹا کام ہو تو بھی بہترین طریقے سے کرو، چنانچہ فرمایا: ”اگر جانور ذبح کرنا ہو تو بھی اچھی طرح کرو اور پہلے چھری اچھی طرح تیز کرلو۔“ (۵۸)

تعلیم و تربیت کا قرآنی اسلوب

پورا قرآن کریم انسان کی تعلیم و تربیت کے لئے ہے اور پورے قرآن کریم میں وہ اصول، مقاصد اور خطوط کار پھیلے ہوئے ہیں جن پر اسلامی معاشرے کا نظام تعلیم استوار ہونا چاہئے اور پھر نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کی اسلامی ریاست میں قرآن کریم کے منشا کے مطابق بچوں، بالغوں، عورتوں اور قائدین عوام کی تعلیم و تربیت کا جو ہمہ گیر نظام عملاً نافذ کیا اور عوام کی ذہنی و اخلاقی تعمیر کے لئے ادارات کے نقوش اولین قائم کئے (۵۹)

نبی آخر الزماں پر نزول وحی کا پہلا لفظ ”اقراء“ اس بات کا اعلان تھا کہ آنے والے دور کی امامت تحصیل علم و حکمت سے مشروط ہے۔ اقراء کے لفظ سے جہاں اہمیت علم کا اظہار ہوتا ہے وہیں با اسم ربک کے الفاظ میں اسلام کا تصور تعلیم بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ تعلیم دراصل نظریہ اعتقاد کو اگلی نسل میں منتقل کرنے کا نام ہے۔ مجرد معلومات، تخریب سکھاتی ہیں اس لئے مجرد پڑھنے کا نہیں بلکہ رب کے نام کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہوا ہے۔ گویا خواہ نصاب تعلیم ہو یا مربی و معلم کی گفتگو، ہر چیز فروغِ تعلیم کے ساتھ ساتھ طالب علم کا تعلق اس کے رب سے بھی جوڑ رہی ہے۔ (۶۰)

عبودیت و ربوبیت کی یہ روح پورے تعلیم و تربیتی مل میں رچی بسی ہوئی ہو۔ اس لئے دوسری آیت میں تخلیق انسان کی طرف اشارہ کر کے اس کا اصلی مقام یاد دلایا گیا۔ جبکہ تیسری آیت میں اقراء کی تاکید کے ساتھ پھر سے رب کی عزت و عظمت کا تصور اجاگر کیا گیا ہے۔ بعد ازاں اَللّٰہِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے الفاظ کے ذریعے سے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ محض علم اسلام کی نظر میں کافی نہیں بلکہ علم کی حفاظت ضبط تحریر کا بھی تقاضہ کرتی ہے۔ کیونکہ قلم اور کتاب کے بغیر صلاحیت علم ٹھہر جاتی ہے۔ یہ بات اس دور میں فرمائی گئی جب عرب کے لوگ کسی چیز کے لکھنے کو اپنے حافظے کی توہین تصور کرتے تھے اور لکھنے کا عمومی مزاج نہ تھا۔ (۶۱)

قرآنی اسلوب جو ہمیں تعلیم و تربیت دیتا ہے وہ یہ کہ انسان کی تعلیم و تربیت قدرتی بھی ہوتی ہے اور گرد و پیش کے حالات و مشاہدات سے بھی لیکن تربیت کی اصل ذمہ داری ایک فرد کی اپنی ہی ہے۔ تربیت کے عمل میں یہ سب سے پہلا اور بنیادی سبق ہے، جو ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے۔ (۶۲)

اپنی کوشش اور اپنے عمل سے آدمی اپنا حصہ پاتا ہے، قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہا:

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى (۶۳)

”اور یہ کہ انسان کے لئے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے۔“

جو آدمی خود کچھ نہ بننا چاہے وہ دوسروں کے بنانے سے نہیں بن سکتا۔ آدمی اپنی محنت اور کوشش سے ہی اپنے آپ کو وہی کچھ بناتا ہے جو وہ بننا چاہتا ہے، لہذا تعلیم و تربیت کے ضمن میں بنیادی بات اپنی ذمہ داری کو سمجھنا ہے۔ (۶۴) قرآن پاک اس ضمن میں ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى (۶۵)

”فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی“

قرآن کریم کی ساری تعلیمات ہماری رہنمائی کرتی ہیں اور ہماری تعلیم و تربیت کا سب سے بڑا اور عظیم ذخیرہ علم ہے، جس میں ہماری دینی، ملی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی تعلیم و تربیت ہے۔ خواہ وہ ہمارے بچپن سے متعلق ہوں، جوانی سے یا قبر یا انفرادی سطح کی ہوں یا اجتماعی، چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

”اے ایمان والو! تمہارے مملوکوں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو پہنچے ہیں ان کو تین وقتوں میں اجازت نہیں، نماز صبح سے پہلے اور جب دوپہر کو کپڑے اتار دیا کرتے ہو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردہ کے ہیں ان اوقات کے سوا نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ ان پر کچھ

الزام ہے وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے، اور جس وقت تم میں کہ وہ لڑکے سن بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینا چاہئے جیسا کہ ان سے اگلے لوگ اجازت لیتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے۔“ (۶۶)

ذرا آیات قرآنی میں غور کیجئے! گھر کے اندر داخل ہونے کے متعلق بڑوں اور بچوں کی کس طرح یکساں تربیت کی گئی ہے؟ بچے بالغ ہونے سے قبل اپنے ہی گھر کے اندر داخل ہوتے وقت اجازت طلب کرنے کے پابند ہیں۔ یعنی اپنے ماں، باپ، بہن بھائیوں وغیرہ کے کمروں میں داخلے کے وقت ان سے اجازت طلب کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں: انسان اپنے والد، والدہ اگرچہ انتہائی بوڑھی کیوں نہ ہو، اپنے بہن بھائیوں اور اولاد وغیرہ کے گھروں میں داخل ہوتے وقت ان سے اجازت طلب کر کے داخل ہو۔ (۶۷)

وقت اور فراغت سے کما حقہ فائدہ حاصل نہ کیا جائے تو انجام خطرناک ہو سکتا ہے۔ خاص کر فرد جب تضييع اوقات کی عادت کے ساتھ نشوونما پائے اور وقت سے کام نہ لینے کے ساتھ پردان چڑھے تو معاملہ اور بھی گھمبیر ہو سکتا ہے۔ فراغت کے کٹن سے بہت ساری آفات جنم لیتی ہیں، اور بے کاری کے گود سے ہزاروں قبا حسیں پیدا ہوتی ہیں۔ لہذا اگر عمل اور وقت سے کام لینا زندہ اور زندگی کی علامت ہے تو بے کاری مترادف موت ہے، اور بے کار لوگ مردوں کے مانند ہیں، وقت کو ضائع کرنے والے لوگوں کا انجام انتہائی ہلاکت اور ناکامی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے کار وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں پیدا فرمایا ہے۔ بلکہ دونوں جہانوں کی کامیابی کے لئے وقت سے کام لینے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے کہ

قیامت کے دن انسان کی عمر کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا کہ عمر کو کس معارف میں خرچ کیا؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے کار تو پیدا نہیں کیا۔ (۶۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ۔ (۶۹)

”تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور یہ کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے۔“

وقت کو کارآمد بنانے کے متعلق حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قول انتہائی اہم ہے: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

إذا لم تشغل نفسك بالحق شغلتك بالباطل۔

”یعنی اگر تم اپنے نفس کو حق اور درست کام میں نہیں لگاؤ گے تو وہ تمہیں

باطل اور بے کاری میں لگاؤے گا۔“

یہ بات بالکل درست ہے، اس لئے کہ نفس خود تو راہ راست پر نہیں چل سکتا۔ لہذا اگر نفس کو صحیح کاموں اور بھلائی کے منصوبوں پر نہ لگایا گیا تو نفس کے بے راہ افکار ایک مقام پر ٹھہرنے والے نہیں ہیں، بلکہ اس کو ہلاکت اور فضولیات کے سمندر میں ڈال کر رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بے کاری و تضيغ اوقات مشکلات میں ڈالنے کا بڑا سبب ہے، بلکہ اخلاقی بے راہ روی، راہ راست سے کج روی کی طرف لے جانے کا باعث ہے۔ (۷۰)

اسلام میں سلام کی بڑی اہمیت ہے، یہ خیر کی علامت اور شرافت کی نشانی ہے۔ یہ دلوں کو جوڑنے کا سبب اور نفوس کی صفائی کا باعث اور محبت والفت کو بڑھانے میں مدد و معاون ہے۔ قرآن کریم میں سلام کا جواب بہتر سے بہتر طریقے سے دینے کا ہمیں حکم ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ دُوَهَا (۷۱)

”اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا

ویسے ہی الفاظ کہہ دو۔“

اگر ایک مسلمان کی طرف سے سلام کا القاء ہو تو سننے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہے۔ اس لئے کہ سلام کرنا تو سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ (۷۲)

عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمُ

”انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔“

کے الفاظ میں یہ سبق عیاں ہے کہ اسلام میں حصول علم اور فروغ علم پر کوئی پابندی نہیں۔ دین اسلام کو عیسائیت کی طرح فروغ علم اور سائنسی انکشافات سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ عیسائیت نے اعتقادات تو دیئے مگر علم و فکر کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ جبکہ اسلام نے علم و فکر سے اعتقادات کی حفاظت کی۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ تدبر، تفکر، تعقل اور تنقہ کے الفاظ کا استعمال اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حصول علم کے لئے انسانی کاوشوں کو وہ بنظر تحسین دیکھتا ہے۔ (۷۳)

قرآنی تعلیم و تربیت کا ایک خوبصورت انداز یہ بھی ہے کہ وہ ہر گھڑی امید و خوف کی کیفیت کو اس طرح قائم رکھتا ہے کہ انسان نہ تو خدا کی گرفت سے بے خوف ہو سکے اور نہ اس کی رحمت و مغفرت سے مایوس ہو جائے۔ چنانچہ جہاں اس نے عذابِ جہنم کا ذکر کیا ہے ساتھ ہی جنت کی بشارت اور اس کی نعمتوں کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔ (۷۴)

۱- هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ

آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (۷۵)

”وہی ہے جس نے امیوں کے درمیان خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔“

۲- لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ

أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةُ (۷۶)

”اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا جب کہ ان کے اندر خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سنا رہا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔“

۳- كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمُ الْبَيِّنَاتِ وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (۷۷)

”جس طرح ہم نے تمہارے اندر خود تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تم کو ہماری آیات پڑھ کر سنا رہا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تم کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے۔“

۴- رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمُ الْبَيِّنَاتِ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (۷۸)

(ابراہیم و اسمعیل نے دعا کی) ”اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں خود انہی کے اندر سے ایک رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے۔ ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔“

۵- وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخْطُّهُ بِیَمِيْنِكَ اِذَا لَا رَتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ (۷۹)

اس سے پہلے نہ تو آپ کتاب پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتے تھے ورنہ باطل پرست شک میں پڑ جاتے۔

۶- اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (۸۰)

”پڑھا اپنے رب کے نام سے جو خالق ہے جس نے انسان کو جنمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ کہ تیرا بزرگ و برتر رب وہ ہے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی، اور انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔“

۷- قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ- (۸۱)

”آپ (ﷺ) فرمادیجئے کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں“
۸- شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَانِمًا بِالْقُسْطِ- (۸۲)

”گو اسی ہے اللہ نے اس کی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے اور اہل علم نے بھی اور معبود بھی وہ اس شان کے ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں۔“

۹- يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ- (۸۳)

”جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کے درجات بلند کرے گا۔“

۱۰- فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۸۴)

”سو پوچھو یاد رکھنے والو (اہل علم) سے اگر تم کو معلوم نہیں۔“

۱۱- قُلْ وَلَا تَفْرَحْ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لَيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ

وَلْيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ
يَحْذَرُونَ ۝ (۸۵)

”سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تاکہ سمجھ پیدا کریں
دین میں اور خبر پہنچا دیں اپنی قوم کو جب واپس آئیں ان کی طرف شاید
وہ بچتے رہیں۔“

۱۲- وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ
وَلَا تَكْفُرُونَهُ ۝ (۸۶)

”اور جب اللہ نے اقرار لیا، کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کرو گے
لوگوں کے پاس اور نہ چھپاؤ گے۔“

۱۳- إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
غَفُورٌ ۝ (۸۷)

”اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جن کو سمجھ ہے۔ تحقیق اللہ
زبردست ہے، بخشنے والا۔“

۱۴- وَلِتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا
الْعَالِمُونَ ۝ (۸۸)

”اور یہ کہادتیں بیان کرتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور ان کو بوجھتے
وہی ہیں جن کو سمجھ ہے“

۱۵- بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا
الْعِلْمَ ۝ (۸۹)

”بلکہ یہ قرآن کی آیتیں ہیں صاف، سینے میں ان کے جن کو ملی ہے
سمجھ۔“

۱۶- وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا - (۹۰)

”آپ ﷺ فرمائیں اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما۔“

تعلیم و تربیت کا نبوی ﷺ اسلوب:

- ۱۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: والد نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا۔ (۹۱)
- ۲۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دینی بصیرت عطا فرماتے ہیں۔ (۹۲)
- ۳۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔ (۹۳)
- ۴۔ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔ (۹۴)
- ۵۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی برتری تمام ستاروں پر۔ (۹۵)
- ۶۔ بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ (۹۶)
- ۷۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ رکھیں جس نے ہم سے کوئی چیز سنی پھر اس کو جسے سنا ویسے ہی پہنچا دیا۔ (۹۷)
- ۸۔ جس نے ہدایت کی کسی بات کی طرف بلایا، اس کے لئے اتنا ہی اجر ہے جتنا اس کی پیروی کرنے والے کے لئے اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (۹۸)
- ۹۔ جس نے خیر کی بات کی طرف رہ نمائی کی اس کے لئے عمل کرنے والے کے برابر اجر ہے۔ (۹۹)
- ۱۰۔ مجھ سے (جو سنو) آگے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہو۔ (۱۰۰)
- ۱۱۔ جید الوداع کے موقع پر بار بار یہ ارشاد فرماتے: اللَّهُمَّ هَلْ يَلْفُ (۱۰۱)
- اس کے بعد فرمایا: فليبلغ الشاهد الغائب (۱۰۲)
- ۱۲۔ تعلیم دینے والے یعنی معلم اور استاذ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر کی تعلیم دینے والے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ، فرشتے،

- اہل آسمان، اہل زمین، حتیٰ کہ چوئیاں اپنے بلوں میں، مچھلیاں پانی میں دعائے خیر کرتی ہیں۔ (۱۰۳)
- ۱۴۔ طالب علم کو یہ بشارت سنائی کہ فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ (۱۰۴)
- ۱۵۔ ایک روایت میں آپ ﷺ نے عالم کو چاند سے تشبیہ دی، فرمایا: عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے چاند کی تمام ستاروں پر فضیلت، علماء تو انبیاء کے وارث ہیں۔ (۱۰۵)
- ۱۶۔ آپ ﷺ نے طلب علم میں سرگرداں افراد کو جنت کی بشارت سنائی، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔ (۱۰۶)
- ۱۷۔ اور طالب علم کو ایک یہ بشارت سنائی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے، جب تک لوٹ نہ آئے۔ (۱۰۷)
- ۱۸۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے طلب علم کو بھوک سے تعبیر فرمایا فرمایا: لوگوں میں سے زیادہ بھوکا طالب علم ہے اور سب سے زیادہ پیٹ بھرا وہ ہے جسے علم کی طلب نہ ہو۔ (۱۰۸)
- ۱۹۔ ایک روایت میں عالم کو عابد پر فضیلت دیتے ہوئے فرمایا، دین کی سمجھ رکھنے والا شخص شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (۱۰۹)
- ۲۰۔ اور ایک مقام پر عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی کمتر شخص پر۔ (۱۱۰)
- ۲۱۔ طالب علم کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا کفیل بن جاتا ہے۔ (۱۱۱)
- ۲۲۔ حصول علم کو آپ ﷺ نے کھلم کھانا قرار دیا۔ فرمایا: جو شخص علم حاصل کرتا ہے اس کا

یہ عمل اس کے (عمل) ماضی کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (۱۱۲)

۲۳۔ عالم کی موت کو آپ ﷺ نے ایک بہت بڑا سانحہ قرار دیا۔ عالم کی موت سے اسلام میں ایسا شگاف پڑ جاتا ہے جس کو بند نہیں کیا جاسکتا، خواہ لیل و نہار کتنے ہی بدل جائیں۔ (۱۱۳)

۲۴۔ راہ علم میں محرومی بھی باعث ثواب ہے، مخبر صادق ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو حصے ثواب لکھے گا اور جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل نہ کر سکا تو اس کے لئے ایک حصہ ثواب ہوگا۔ (۱۱۴)

معلم و مربی اعظم چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، اپنے ہر عمل سے اپنی ہر ادا سے صحابہ کرام کی تعلیم و تربیت فرماتے کہ آپ ﷺ کا ہر عمل مشعل راہ ہوتا اور تاقیامت وہ ہمارے لئے تعلیم و تربیت کا حصہ ہے۔ گھر سے نکلتے تو سلام میں ہمیشہ پہل کرتے اور فرمانے کہ سلام میں پہل کرنے والا کبر سے محفوظ ہوتا ہے۔ (۱۱۵) بچوں کے ساتھ گفتگو فرماتے اور انہیں سلام کہتے۔ (۱۱۶) بچوں سے پیار بھی کرتے۔ (۱۱۷) بازار کو ناپسندیدہ جگہ سمجھتے۔ (۱۱۸) لیکن وہاں جاتے تو ہر ایک کو سلام کرتے۔ (۱۱۹) انتہائی خوش مزاج تھے اور متبسم رہتے۔ (۱۲۰) مسکراتے چہرے سے ملتے اور اسے نیکی اور شائستگی قرار دیا۔ (۱۲۱) صحابہ کی محفل میں بیٹھتے تو عام آدمی فرق محسوس نہیں کرتا تھا۔ (۱۲۲) نماز صبح کے بعد خصوصی مجلس ہوتی تھی۔ (۱۲۳) اس میں قصے بھی ہوتے اور ہنسی بھی۔ (۱۲۴) بیماروں کی عیادت کا اہتمام کرتے۔ (۱۲۵) حدیث کی کتابوں میں آپ ﷺ کا وہ مشہور جملہ موجود ہے جو آپ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے وہ جملہ یہ ہے: ”لا باس طہور ان شاء اللہ“ (۱۲۶) مزاج بھی فرماتے۔ حضرت انسؓ کو ”یا ذوالا ذنین“ کہہ کر پکارتے۔ (۱۲۷) اشعار بھی سنے، انہیں پسند بھی فرمایا، لبید کے درج ذیل ایک مصرع کو اصدق الکلمۃ کہا۔ (۱۲۸)

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ وَكُلُّ نَعِيمٍ لَا مُحَالَةَ زَائِلٌ

رشتہ داروں سے حسن سلوک اور ہمسایوں کا خیال آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کا اہم حصہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہئے۔ (۱۲۹)

”انسؑ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔“ (۱۳۰) ”حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا وہ شخص مومن نہیں، سوال کرنے پر آپ ﷺ نے جواب دیا وہ جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں۔“ (۱۳۱)

”جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ والد نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ نہیں دیا۔“ (۱۳۲) اسی طرح آنجناب ﷺ کو غیبت، فحش گوئی، عیب چینی، حسد، بغض اور لوگوں کے درمیان عداوت پیدا کرنے سے شدید نفرت تھی۔ (۱۳۳) عبد اللہ بن ابی۔ کے سلسلہ میں مروت کا جو طریقہ آپ ﷺ نے اختیار فرمایا تھا وہ ایک مستقل نمونہ ہے۔ (۱۳۴) سماجی زندگی میں دو چیزیں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ ایک ایفاء عہد، حسن سلوک دوسرے عفو و درگزر۔ حضور ﷺ کی زندگی میں یہ دونوں خصوصیات بہت ابھری ہوئی ہیں۔ (۱۳۵) حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی اور ابوسفیان کی بیوی۔ (۱۳۶) ہندہ کے ساتھ آپ کا رویہ مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ مکے والوں کو ”لاتشریب علیکم الیوم“ (۱۳۷) فرمانا معاشرتی اور سیاسی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح کے بے شمار واقعات ہیں جو آنجناب ﷺ کی زندگی کے اس پہلو کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ ہمارے لئے حضور ﷺ کی سیرت میں فکر و عمل کے بے مثال نمونے ہیں۔ بالخصوص تعلیم و تربیت کے حوالے سے۔ اسلامی نقطہ نظر سے تمام اخلاق کی بنیاد رضائے الہی کا حصول ہے۔ اس لئے خلق خدا کے لئے ہمدردی و خیر خواہی تمام اعمال کی محرک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے

اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ سے ساتھ اچھا سلوک کرے۔“ (۱۳۸)

خلق خدا کے لئے محبت و شفقت ہر مومن سے مطلوب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث میں لوگوں کے ساتھ نرم روی کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔“ (۱۳۹) نفع بخش و فیض رسانی اولین خلق ہے۔ جس کے لئے حضور ﷺ نے توجہ دلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو انسانوں کو نفع پہنچاتا ہے۔“ (۱۴۰) یہ نفع بخشی بغیر کسی ذاتی غرض و مصلحت کے ہے۔ رشتہ داروں، عام ضرورت مندوں، عام انسانوں حتیٰ کہ جانوروں سے حسن سلوک پسندیدہ رویہ ہے۔ بدسلوکی اور ضرر رسانی ناپسندیدہ رویہ ہے، آنحضور ﷺ سے مروی ہے: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن رتبے کے لحاظ سے بدترین انسان وہ ہوگا جس کے شر کے ڈر سے لوگ اسے چھوڑ دیں۔“ (۱۴۱) اسی طرح آنحضور ﷺ سے مروی بعض احادیث میں اچھی بات اور اچھا عمل پسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور اگر انسان کو اس پر قدرت نہ ہو تو برائی کرنے اور ضرر پہنچانے سے گریز کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث میں حکمت نبوی ﷺ کا ابلاغ ملاحظہ فرمائیں۔ ”جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اچھی بات کہنی چاہئے ورنہ خاموشی اختیار کرے۔“ (۱۴۲) ”ہر اچھی بات صدقہ ہے۔“ (۱۴۳)

تعلیم و تربیت پر اثر انداز ہونے والے عوامل

تعلیم و تربیت پر متعدد عوامل اثر انداز ہوتے ہیں، اس لئے فرد کی تعلیم و تربیت کی بہتری کے لئے ان عوامل کی بھی ذمہ داریاں اور فرائض ہیں جنہیں یہ ادا کر کے ایک بہترین معاشرے کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔

گھر: تعلیم و تربیت کا اولین اور اہم ترین ادارہ گھر ہے۔ پیدائش سے لے کر چار پانچ سال کی عمر تک بچے کی ساری چلت پھرت گھر کی چار دیواری تک محدود رہتی ہے۔ گھر کے

افراد اور گھریلو ماحول کا جو اثر بچہ قبول کرتا ہے وہ بہت ہی دور رس اور انتہائی اہم ہوتا ہے۔ یہیں وہ اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، بات چیت کرنا، غرض سب کچھ سیکھتا ہے۔ یہیں اسے وہ حقیقی محبت و شفقت، ہمدردی و تعاون اور آسائش و ناز برداری نصیب ہوتی ہے جو اس کی تربیت و پرورش کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ماں، باپ، بہن بھائی، دادا دادی اور دوسرے اعزہ و اقارب مختلف حیثیتوں سے اس کے معلم کا کام انجام دیتے ہیں۔ ان کے عادات و اطوار، حرکات و سکنات کی تقلید کر کے بچہ اپنے آپ کو مختلف اوصاف سے متصف کرتا ہے، بچوں کے سادہ ذہن و دماغ پر گھریلو زندگی کے جو گہرے نقوش ثبت ہو جاتے ہیں وہ زندگی بھر نہیں مٹتے۔ (۱۳۴)

مدرسہ: بچوں کی تعلیم و تربیت پر اثر انداز ہونے والا دوسرا سب سے مؤثر عامل مدرسہ ہے۔ بچوں کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو ہم آہنگی کے ساتھ پروان چڑھانے کی ذمہ داری اسی کے سپرد ہوتی ہے۔ بچے جو کچھ مدرسے کے باہر سیکھتے ہیں اس میں نہ تو کوئی نظم ہوتا اور نہ ترتیب، مدرسہ ایک منظم ادارہ ہوتا ہے جو باصلاحیت اساتذہ کی مدد سے ایک خاص نظم و ترتیب کے ساتھ بچوں کو تعلیم دیتا اور ان کی سیرت و شخصیت کو سنوارتا ہے۔ گھر کی طرح اپنے مدرسے سے بھی بچوں کو جذباتی لگاؤ ہوتا ہے۔ وہ اپنے استاذ کو دنیا کا سب سے بڑا آدمی سمجھتے ہیں۔ اس کی معلومات پر غیر معمولی اعتماد کرتے ہیں، اس کی سیرت و کردار کو اپنے لئے قابل تقلید اسوہ سمجھتے ہیں۔ مدرسے کی فضا انہیں بے حد متاثر کرتی ہے۔ یہاں بچے کی سیرت و شخصیت پر جو نقوش ثبت ہوتے ہیں وہ زندگی بھر قائم رہتے ہیں، انہی وجوہ سے اس عامل کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ (۱۳۵)

مسجد: یہ بات طے شدہ ہے کہ دین اسلام میں مسجد کا پیغام پہلے درجہ میں روحانی تربیت میں مرکوز ہے، اسی طرح جماعت کی نماز اور قرآن کریم کی تلاوت ایسے ربانی فیوض اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں جو نہ ختم ہونے والی ہیں، نہ منقطع ہو سکتی ہیں۔ (۱۳۶) آپ ﷺ

نے مساجد کو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ و محبوب ترین جگہ قرار دیا۔ (۱۳۷) آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ”اور نہیں جمع ہوتی کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کہ تلاوت کریں، اللہ تعالیٰ کی کتاب کی اور اسے آپس میں پڑھیں مگر یہ کہ ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھکائی لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں یاد کرتا ہے ان فرشتوں کے سامنے جو اس کے پاس ہیں۔ (۱۳۸) فرد کی علمی و روحانی و جسمانی شخصیت سازی کے لئے مؤثر عوامل میں سے یہ بھی ہے کہ گھر مسجد اور مدرسہ میں قوی رابطہ و تعاون پیدا کیا جائے۔ (۱۳۹)

ماحول: بچوں کی تعلیم و تربیت پر ان کے ماحول کا بھی بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔

بچہ جس جغرافیائی ماحول میں رہتا ہے، جس طرح کے مناظر سے دوچار ہوتا ہے، جس طبقے سے تعلق رکھتا ہے، جن بچوں کے ساتھ کھیلتا کودتا اور اٹھتا بیٹھتا ہے، ان سب کا مجموعی اثر قبول کرتا ہے، پاس پڑوس کے لوگوں کے رہن سہن، عقائد و اعمال، رسم و رواج وغیرہ سے متاثر ہوتا ہے۔ ماحول اگر اچھا ہو تو مدرسے اور گھر دونوں کی کوششیں بار آور ہوتی ہی، ورنہ دونوں کو بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ بسا اوقات بھلے گھروں کے بچے اور معیاری مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ بھی باوجود ہر طرح کی کوششوں کے برے ماحول کا شکار ہو جاتے ہیں، اور ان کی اٹھان مطلوبہ نہج پر نہیں ہو پاتی۔ اس لئے ماحول کو بھی تعلیم و تربیت کے لئے سازگار بنانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ (۱۵۰)

معاشرہ: انسان عموماً اپنے ماحول اور معاشرے ہی کی پیداوار ہوتا ہے، بہت کم

افراد ایسے انقلابی ذہن کے ہوتے یا براہمی نظر رکھتے ہیں جو اپنے گرد و پیش سے بلند ہو کر کچھ سوچ اور فکر کر سکیں۔ معاشرے میں جن چیزوں کا چلن ہوتا ہے افراد بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر انہی کو اپناتے ہیں۔ (۱۵۱)

حکومت: مملکت کا دائرہ اختیار دن بدن وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ اجتماعی

امور سے آگے بڑھ کر اب وہ انفرادی زندگیوں میں بھی دخل دینے لگی ہے، اس کے وسائل و

ذرائع بہت وسیع ہیں۔ شہریوں کی زندگی کا کوئی شعبہ اس کے اثرات سے خالی نہیں۔ چنانچہ تعلیم و تربیت کا بھی یہ سب سے بڑا اور سب سے مؤثر عامل ہے۔ ایسی صورت میں اس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں، اس کا فرض ہے کہ وہ ابتدائی تعلیم و تربیت سے ہر شہری کو آراستہ کر لے۔

بالغان کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرنا، بلا لحاظ مذہب و ملت، رنگ و نسل ہر ایک کو اس کی صلاحیت کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کے مواقع دینا۔ علم و فن، طب و جراحات، صنعت و حرفت، انجینئرنگ و زراعت وغیرہ کی ترقی کے لئے چھوٹے بڑے ہر طرح کے متعدد ادارے قائم کرنا۔ (۱۵۲)

تعلیم و تربیت کے ذرائع:

۱۔ **تقلید**: ہر فرد کا مشاہدہ اس کے ذہن میں نقش ہوتا چلا جاتا ہے۔ غیر محسوس طریقے سے ہر دیکھی، سنی بات اس کے کردار کا جزو بنی چلی جاتی ہے، اس لئے ہر فرد خصوصاً بچے کے سامنے گفتگو اور ہر معاملہ میں بڑا محتاط رویہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ ان کے بارے میں یہ گمان درست نہیں کہ وہ نا سمجھ اور انجان ہیں۔ ہر بات جو حیا کے منافی، جھوٹ اور لغو ہو بچے کے سامنے بھی غلط ہے، بچہ ہر لحاظ سے آپ کا مقلد ہے۔ (۱۵۳)

۲۔ **رہنمائی**: نئی نئی باتیں اور کام سیکھنے میں مناسب رہنمائی، حوصلہ افزائی اور تربیت بڑی اہمیت کی حامل ہے، رہنمائی کے بغیر محض نقالی سے بچہ جو کچھ سیکھتا ہے اس میں غلطی کا زیادہ امکان ہے، اس لئے اسے مناسب رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۱۵۴)

۳۔ **تجربات**: ہر انسان اپنی زندگی میں مختلف تجربات سے گزرتا ہے، ہر تجربہ اسے کچھ نہ کچھ سکھاتا ہے۔ اس معاملہ میں ہر فرد اپنے طور پر ایک ”مجتہد“ ہے کہ اپنے علم و فہم کے مطابق نتائج اخذ کرتا ہے۔ یہ اخذ کردہ نتائج اس کی شخصیت سازی اور تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ (۱۵۵)

تربیت کے بغیر تعلیم کے مہلک ثمرات:

فکری یلغار نے امت مسلمہ کے تصور تعلیم و تربیت پر کاری ضرب لگائی ہے اور تعلیم و تربیت کا مقصد عین خالص مادہ پرستانہ بن کر رہ گیا ہے، کیریئر، روزگار، تنول، دولت مندی، مادی خوش حالی، معاشی ترقی کے انہی اہداف پر جنہیں غیر اسلام نے متعین و مقرر کیا ہے اس کا ایک نتیجہ تو یہ ہے کہ ہماری تعلیم یافتہ نسلوں کی کھپ مادہ پرستوں کی بھیڑ میں گم ہوتی جا رہی ہے اور دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ جدید تعلیم یا فکلی کا گویا یہ ایک لازمہ سا بن گیا ہے کہ مدراس، اسلامی درس گاہوں اور دینی تعلیمی جامعات کی تحقیر کی جائے یا ان کے نصاب تعلیم کو جدید کاری کے نام پر سیکولرائز کرنے کا غلطہ بلند کیا جائے۔ (۱۵۶)

تعلیم کسی قوم کے سماجی نظریات اور ثقافت سے گہرے طور پر مربوط ہوتی ہے۔ بنا بریں کسی قوم کا نظام تعلیم اپنے مزاج، مواد اور موضوعات کے اعتبار سے نہ تو نظریاتی رنگ سے خالی ہو سکتا ہے اور نہ اس میں اتنی معروضیت Objectivity ممکن ہے کہ اسے اقدار کی گرفت سے آزاد قرار دیا جاسکے۔ لیکن عہد جدید میں لیبرل Liberalism اور انفرادیت پسندی Individualism کے علم برداروں نے تعلیمی دنیا میں اس غلط فہمی کو بڑے زور و شور سے رائج کرنے کی کوشش کی ہے کہ تعلیم تہذیبی اقدار اور معیارات خیر و شر کے سلسلے میں بالکل اسی طرح غیر جانب دار ہو سکتی ہے جس طرح طبعی علوم، اس غلط تصور کی بنا پر تعلیم کو مذہب اور اخلاقی اقدار سے الگ کر دیا گیا اور یہ کہا جانے لگا کہ طالب علم کو اپنی صلاحیت کے مطابق نشو و نما پانے کے لئے پوری آزادی ملنی چاہئے اور اس کی فکریا کردار کو کسی مخصوص سانچے میں ڈھالنے کے لئے کوئی بیرونی دباؤ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ طریق تعلیم ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں نہایت مقبول ہوا اور اس نے دوسرے یورپی ممالک میں بھی خاصی شہرت حاصل کی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بے عقیدہ تعلیم کے نتائج کی طرح بھی حوصلہ افزا نہیں۔ (۱۵۷)

بے عقیدہ تعلیم اجتماعی تصورات پیدا کرنے میں ناکام رہی ہے، اخلاقی اقدار اجاگر کرنے میں ناکام رہی ہے، علم کی وحدت، زندگی کی یک رنگی اور مرکزیت کے احساس سے محروم ہونے کا باعث ہوتی ہے، اور ایسے افراد پیدا کرتی ہے جو زندگی کے بنیادی، حقیقی، واقعی و زندہ مسائل پر کوئی عبور نہیں رکھتے۔ (۱۵۸) اور یوں بے عقیدہ تعلیم و تربیت بالآخر تباہی کا باعث بنتی ہے۔

مسلم اُمہ بالعموم اور اہل پاکستان بالخصوص آج تعلیم و تربیت، تہذیب و ثقافت سے نا آشنا اور مغرب کی تہذیب کے غلام بن گئے ہیں، شہید حکیم محمد سعید گیلانی ملاحظہ ہو: ”تعلیم و تربیت کے شعبے میں سب سے زیادہ سنگین اور نمایاں ناکامی نصاب تعلیم میں انقلاب نہ لانے کی تھی، تعلیم کے میدان میں اس سے زیادہ ہولناک اور دردناک ناکامی دوسری نہیں ہو سکتی، ہم ۳۹ سال سے ایک ایسے نصاب تعلیم سے نونہالوں اور نوجوانوں کو آراستہ کر رہے ہیں جو ان کو اپنے نظریات حیات ملی سے باغی بناتا ہے، یہی وہ شرمناک اور ہولناک غلطی ہے کہ اس نے پوری ملت پاکستان کو انسان سے حیوان اور شیطان بنادیا ہے۔ معذرت خواہ ہوں کہ میری زبان سے یہ نہایت سخت الفاظ نکل رہے ہیں، مگر میں اپنے دلی رنج کا اظہار اس کے بغیر نہیں کر سکتا۔ قوم امریکہ کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈال کر بھی مست و مگن ہے کیونکہ غلط نصاب تعلیم نے پوری ملت کو بے غیرت بنادیا ہے، بے شرم بنادیا ہے، ہم اب بھی اس پر مصر ہیں کہ وہی غیر ملکی نصاب اپنے نونہالوں اور نوجوانوں کو پڑھائیں گے جو ان کو اپنی تاریخ سے دور کر دے اور اپنی تہذیب و ثقافت سے نا آشنا کر دے اور ان کو ایسے احساس کمتری میں مبتلا کر دے کہ وہ مشرق کی تمام قدروں اور روایات کو ٹھوکر مار کر مغرب کی تہذیب کے غلام بن جائیں۔ (۱۵۹)

اس سوال کے جواب میں کہ کیا اس پچاس برس کے عرصے میں آپ کی نظر میں کوئی ایسا علم کا علمبردار ہے جس نے فروغ علم کے لئے کوئی کام کیا ہو؟ آپ کے اس سوال نے میرے صبر کا پیمانہ چھلکا دیا ہے جو کچھ میں اوپر کہہ چکا ہوں اس میں آپ کے سوال کا شافی جواب موجود ہے، لیکن اگر آپ لگی لپٹی کے بغیر صاف صاف سننا چاہتے ہیں تو میں یہی کہوں گا کہ تعلیم کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ کا سب سے بڑا ادارہ فکر مغرب ہے، فکر یہود، فکر نصاریٰ اور فکر ہندو ہے۔ یہ وہ ادارہ ہے جس نے ہر انداز سے پاکستان کو با مقصد اور نفع دینے والے علم سے محروم کر رکھا ہے اور اپنے نظریات کو نصاب تعلیم میں اولیت دی ہے اور ان کا سب سے بڑا مددگار پاکستان کا ادارہ بیوروکریسی ہے، اس کی محرومی یہ ہے کہ اس کے صاحبان اقتدار اہل اور تعلیم و تربیت کے اصولوں سے بھی واقف نہیں ہیں۔ ایک وزیر اعلیٰ نے جامعات کے اجازت ناموں

پر اس لئے دستخط نہیں کئے تھے کہ اس سے فلاں طبقہ فروغ پاتا ہے۔ (۱۶۰)

مذہب اور اخلاق سے رشتہ منقطع کر لینے کے بعد مغربی مفکرین کے یہاں تعلیم معلومات اندوزی کا ہم معنی قرار پائی، تعلیم کا مطلب یہ ہے کہ معلومات کی ذخیرہ اندوزی کر لی جائے تاکہ بوقت ضرورت کام آئے۔ نظریہ معلومات اندوزی قبول کر لینے کے بعد مغربی نظام تعلیم میں لائبریری، لیبارٹری، امتحانات، سندت، دفتریت اور عمارات کو اصل اہمیت حاصل ہو گئی۔ ان کے اہتمام اور انصرام اور آسائش و زیبائش پر بے تحاشا دولت صرف کی جاتی ہے۔ حسن تعمیر اور حسن تزئین کا باہم مقابلہ ہوتا ہے۔ بے چارے استاذ اور شاگرد جن کے نام پر یہ سارا ہنگامہ برپا ہے، وہ اس غوغا میں گم ہو کر رہ گئے ہیں۔ احکام اور ضابطے کی جکڑ بندی کا یہ عالم ہے کہ استاذ اور شاگرد انتظامیہ کے تحت دو بے اثر پرزوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ وہ درس گاہیں آج مفقود ہیں جہاں شفیق استاذ اور اطاعت شعار طالب علم درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے، جہاں باہمی تعاون سے کردار سازی اور انسان آفرینی کا عمل جاری رہتا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ درس گاہ نہیں ہے، کوئی کارخانہ ہے جہاں بے جان پرزے ڈھالے جا رہے ہیں۔ (۱۶۱)

تربیت اور جدید ذرائع ابلاغ

تعلیم و تربیت میں میڈیا کا کردار انتہائی اہم ہے یہ دور جدید کا موثر ترین ہتھیار ہے، میڈیا کا اصل کردار یہ ہے کہ اپنی بات احسن اور موثر انداز میں پہنچائی جائے تاکہ ان پر آپ کا نقطہ نظر خوب واضح ہو جائے اور اس کے قائل ہو جائیں۔ تعلیم و تربیت، دعوت و تبلیغ، اصلاح عقائد اور اپنے دفاع کے لئے قرآن و سنت ہماری میڈیا کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ سورہ نوح میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور حضرت نوحؑ نے کہا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات و دن بلاتا رہا مگر میرے بلانے سے وہ اور زیادہ بھاگنے لگے۔ میں نے جب بھی انہیں بلایا کہ تو انہیں معاف کر دے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھوس لیں، اپنے اوپر کپڑے لپیٹ لئے ضد کی اور بڑا غرور کیا، پھر میں نے انہیں برملا پکارا، انہیں کھلی تبلیغ کی اور انہیں چپکے سے بھی

سمجھایا، میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے“ (۱۶۲)
 اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: ”(اے موسیٰ تم اور تمہارا بھائی) دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے، اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے یا اپنے برے انجام سے ڈر جائے۔ (۱۶۳)
 اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو ہدایت دی: ”اے نبی ﷺ آپ اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت سے بلائیں، عمدہ طریقے سے انہیں نصیحت کریں اور اچھے طریقے سے ان سے بحث کریں۔ (۱۶۴)

آج بلاشبہ مغربی میڈیا بہت بڑی قوت و طاقت ہے اور آج اس نے میڈیا کی طاقت سے دنیا کو کنٹرول کیا ہوا ہے۔ ممتاز محقق ندر الحفیظ ندوی رقمطراز ہیں: ”میڈیا میں متعین افکار و خیالات کو اس طرح پھیلایا جاتا ہے کہ دوسروں کی آراء یا سلوک یا دونوں کو متاثر کیا جاتا ہے۔ میڈیا کے ذریعے دشمنوں کے خلاف نفرت و عداوت کے شعلہ کو تیز کرنا۔ دوست ملکوں کی دوستی کو باقی رکھنا، غیر جانبدار ملکوں کی توجہ و ہمدردی حاصل کرنا دشمن کی معنوی روح کو ختم کرنا۔“ (۱۶۵)
 میڈیا کی طاقت پر مشرقی قوموں کو اباحت کے راستے پر ڈالا جا رہا ہے تاکہ وہ بھی مغربی معاشرہ کی طرح زبردست سماجی، اخلاقی اور نفسیاتی بھونچال سے دوچار ہو جائیں اور ایسے کھوکھلے ساج کی طرح ہو جائیں، جہاں انسانی قدروں کی نہ قیمت ہوتی ہے اور نہ باہمی الفت و محبت کی گرمی اور نہ اخلاص و دلسوزی اور ہمدردی و تعاون کا جذبہ ہوتا ہے، مادہ پرستی اور بے لگام آزادی پر مبنی فلسفوں اور اخلاقی و انسانی وجود کے عدم تحفظ نے جو زبردست اخلاقی بحران مغربی معاشرہ میں پیدا کر دیا ہے، وہی بحران اس وقت مشرق میں پیدا ہو رہا ہے۔ (۱۶۶)

آج ہم جب من حیث المجموع دنیا کا جائزہ لیتے ہیں تو مسلم اُمہ کو تعلیم و تربیت کے میدان میں بہت پیچھے پاتے ہیں جبکہ ہم ہی علوم عقلی و نقلی سے دنیا کو روشن کرنے والے تھے، ہمارے علم کا اہم ترین حصہ وحی الہی پر مشتمل ہے۔ ہادی برحق ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَةٌ الْمُؤْمِنِ لِحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ

بہا۔ (۱۶۷)

”علم و حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے۔ جہاں سے بھی ملے وہ دوسروں کی نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے۔“

ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کی برخاست ہو جانے کے بعد حکومت مسلطہ نے تعلیم کا جو نظام قائم کیا اس نظام تعلیم سے استفادہ کرنے والوں میں بتدریج اسلام اور اسلامی زندگی سے بعد پیدا ہوتا چلا جا رہا ہے، جن خاندانوں میں جدید تعلیم تیسری اور چوتھی پشت میں اس وقت پہنچ چکی ہے ان میں صرف اسلام کا نام رہ گیا ہے۔ (۱۶۸)

آج امت مسلمہ جس عظیم قوت سے محروم ہے وہ میڈیا کی طاقت ہے جبکہ مغرب نے اس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت، تعلیم و تربیت اور شرافت کا جنازہ نکال دیا اور ان کو اپنے انداز میں سوچنے پر مجبور کر دیا، آج اکثر مسلمان اپنی اصلی تعلیم و تربیت سے محروم ہو کر وہی کچھ کہہ رہے ہیں جو مغرب چاہتا ہے اور یہ سب میڈیا کا کرشمہ ہے۔

It has only been fifty years, but with the power of the world media, the Zionist leadership now feels free to do whatever it wants to destroy the Palestinian people. Millions of people, women and children, are in poverty in refugee camps. the blood of innocent people is being shed, because the cause of this violence continues to exist, namely Zionism. just lately, on the 3rd of October 2001, one of the greatest Zionist leaders has boasted that the controls America, even though we are forbidden to interfere in politics. (169)

تعلیمی پسماندگی اور شرح خواندگی

آج امت مسلمہ تعلیم و تربیت کے میدان میں جو پیچھے ہے اور غیروں کی سازش کا شکار ہو رہی ہے، اس کی اصل وجہ تعلیمی پسماندگی اور شرح خواندگی میں انتہائی کمی ہے، سری لنکا جیسا چھوٹا سا ملک جس کے پاس وسائل بھی نہیں اس کی خواندگی کی شرح ۱۰۰ فیصد کی بلند شرح کو چھو رہی ہے، جبکہ ہمارے ہاں سرکاری دعویٰ ۴۵ فیصد ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ چند مشہور غیر مسلم ممالک اور مسلم ممالک کی جامعات اور شرح خواندگی کا تجزیہ ملاحظہ ہو: (۱۷۰)

Non Muslim Countries				Muslim Countries			
S. No.	Contry Name	No. of Universityes	Litracy Rate	S. No.	Contry Name	No. of Universityes	Litracy Rate
01	USA	4182	99.0	01	Pakistan	128	54.2
02	U.K	109	99.0	02	Lybia	84	86.8
03	France	1062	99.0	03	Saudia Arabia	23	85.0
04	Japan	1223	99.0	04	Iran	48	82.3
05	China	1054	93.3	05	Afghanistan	42	28.0
06	Canada	90	99.0	06	Egypt	23	66.4
07	Germany	70	99.0	07	Syria	08	53.0
08	India	427	66.0	08	Bangladesh	84	53.5

یہودی دماغ اور عیسائی وسائل کے گٹھ جوڑ کے نتیجے میں عالمی سطح پر انسانی معاشرہ کو جو غیر معمولی اور بھیانک نقصان ہو رہے ہیں اور جس طرح شیطان نے میڈیا کو اپنے ترجمان بنالیا ہے اس کے سنگین اور دور رس اثرات کا تصور کرتے ہی رو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں، ایک مسلمان کے آنکھوں کی نیند اڑ جاتی ہے۔ (۱۷۱) تعلیمات نبوی ﷺ کی پیروی سب سے بڑا سہارا اور اہل ایمان کا ہتھیار ہیں۔

ایک بڑا عامل جو اسلامی تعلیم و تربیت کو غالب آنے سے روکتا ہے وہ یہ کہ انسان

بہسانی حقائق سے منہ موڑنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے، ایک بیمار آدمی کو (اور مغربی بیمار ہے) نہ صرف یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ وہ بیمار ہے بلکہ اسے تجویز کردہ گولی میز پر رکھ کر دینے کے بجائے اسے نگلنا بھی چاہئے، بصیرت کی اہمیت اپنی جگہ، لیکن یہ عمل کی متبادل نہیں بن سکتی۔ جرمی کے ایک صدر کے بقول ہمارا مسئلہ علم کا نہیں، اطلاق کا ہے۔ (۱۷۲)

آج پوری دنیا تمام تر وسائل، جدت اور ترقی کے باوجود بے چینی، کشمکش کا شکار ہے، قتل و غارت گری عام ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور سازشوں نے ہر ایک کو انفرادی و اجتماعی سطح پر عجیب گونا گوں اور بے یقینی کی کیفیت سے دوچار کیا ہوا ہے۔
خلاصہ بحث:

انسانیت کے تمام مسائل کا حل: تعلیمات و تربیت نبوی ﷺ کی پیروی میں:

Muhammad, may God bless him and grant him peace, warned his companions to avoid extremes which he explained was the cause of the destruction of earlier communities. Terrorists It appears, felt that this injunction **does not** apply to them. Terrorism is **an act against God**. Anyone who tries to **justify** such atrocities ultimately **fails**, since both the Sacred Law and theology **abhor** such acts as moral sins that run **contrary** to the essence of Islam. The Quran instructs Muslims in times of **adversity** to act with justice,

perseverance and patience. Terrorists apparently never think of relating their acts to the elementary principle that Islam places great value on the sanctity of human life. If someone kills another person-unless it is in retaliation for someone else or for causing corruption in the earth it is as if he had murdered all mankind, is a verse of the Quran, which is disregarded by the fanaticism of hate.(173)

آج امت مسلمہ کے جو حالات ہیں وہ ہم سب کے سامنے ہیں اور اس کی سب سے بڑی تعلیمی میدان میں پسماندگی ہے، اور اس پر مستزاد یہ کہ ہم نے جو علم حاصل کیا ہمارا عمل اس کے خلاف ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے تعلیم و تربیت ساتھ ساتھ فرمائی، اگر تعلیم کے ساتھ تربیت نہ ہو تو صرف ذخیرہ معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی ہو تو مؤمن اور صالح انسان بنتا ہے جو دنیا میں اپنی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ زندگی گزارتا ہے، وقت کو مفید کاموں میں استعمال کرتا ہے اور مادی دنیا اور روحانی عالم میں ہم آہنگی برقرار رکھتا ہے۔ (۱۷۴) تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی کے نتیجے میں انسان صالح ظاہر ہوگا جو ایک عابد انسان ہوگا اس کا ہر عمل اور ہر اقدام ہر سوچ اور ہر فکر اللہ کی ہدایت کے تابع ہوگی۔ (۱۷۵)

تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی کی صورت میں معاشرہ ایسے افراد تیار کرے گا جن میں تقویٰ، خشوع اور حیا ہوگی، جس کی حرکات سے نرمی، سکون اور حیا ظاہر ہوگی وہ صرف اللہ سے ڈرے گا جبکہ غیر اللہ کے سامنے وہ قوی، مضبوط اور پر عزم ہے اور اپنے دین کے معاملے میں بڑا سخت اور شدید ہے۔

تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی ایسے مومن کو جنم دیتی ہے جو روئے زمین کی ایک موثر اور فعال قوت ہوتا ہے اور اس میں حیرت انگیز قوت اور فاعلیت موجود ہوتی ہے اور اس میں اس قدر متحرک ایمانی قوت موجود ہوتی ہے جو دنیاۓ محسوس میں بروئے کار آتی ہے، اس کے تقاضائے ایمان کے تحت اللہ کا دستور اور اللہ کا منہاج اس کی احقیقت، اس کی افضلیت اور اس کی اہمیت دنیاۓ شعور و عمل میں بروئے کار لاتی رہتی ہے۔ (۱۷۶)

تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی انفرادی تشخص کے باوجود ایک اجتماعی وجود بھی رکھتی ہے اور اس کی انفرادیت اور مستقل مزاجی اس کے اور کائنات کے درمیان ربط رکھتی ہے اور یہ وہ ارتباط ہوتا ہے جو اس کا اپنے خالق سے ہوتا ہے اور خالق کے تعلق سے تمام مخلوقات سے ہوتا ہے۔

تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی انسان کو نظیف، پاکیزہ اور پاکباز بناتی ہے۔ جس کا لباس صاف ہوتا ہے اعمال صاف ہوتے ہیں اور لوگوں سے معاملات میں صاف اور پاکیزہ ہوتا ہے اور اس کے ہر کام میں میانہ روی، اعتدال نمایاں ہوتا ہے، اور اعتدال کے ساتھ جمالیات پسند ہوتا ہے۔ (۱۷۷)

تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں انسان کو مسلسل رفعت کی جانب لے جاتی ہے اور فرد کی کوشش، صلاحیت اور قوت کے مطابق کمال تک پہنچنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اگر عوامی و حکومتی سطح پر ان تجاویز پر عمل کیا جائے تو انشاء اللہ تعلیم و تربیت میں ہم آہنگی کے نتائج زیادہ موثر انداز میں برآمد ہوں گے۔

- ۱۔ گھر کا ماحول خوشگوار بنائیں جو پاکیزہ بھی اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مظہر بھی۔
- ۲۔ خوشگوار ماحول میں گھر کے بڑوں کی آراء میں ذہنی طور پر ہم آہنگی ہو، اس طرح فرد کی قوت فیصلہ بہتر طور پر نشو و نما پاتی ہے۔
- ۳۔ ہر فرد کے نفسیاتی تقاضوں کی آسودگی کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ وہ دوسروں کے لئے مفید اور کارآمد بنے۔

۳۔ مضبوط خاندانی نظام کی بنیاد رکھی جائے کیونکہ مضبوط خاندان مضبوط قوم کی بنیاد ہوتا ہے اور ایک مضبوط خاندان میں فرد کو احساس تحفظ زیادہ ہوتا اور اس کی نگرانی مؤثر انداز میں ہوتی ہے۔

۵۔ ہر شخص اپنے آپ کو ذمہ دار محسوس کرے اور اپنے حلقہ اثر کے افراد کی رہنمائی کرے۔

۶۔ معاشرہ کا ہر فرد اپنی ذمہ داری کا احساس کرے، خصوصاً علماء، اساتذہ، بزرگ افراد، کیونکہ ان سے غیر رسمی طور پر تعلیم و تربیت حاصل کی جاتی ہے، اگر یہ بہترین رہنما ہوں گے تو معاشرہ میں تعلیم و تربیت سے ہم آہنگ افراد تیار ہوں گے۔

۷۔ تاریخ اسلام کی اہم شخصیات سے معاشرہ کو متعارف کرایا جائے، مثلاً حضرت علیؑ نے محض دس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، محمد بن قاسم نے سترہ سال کی عمر میں سندھ فتح کیا، امام بخاریؒ ۱۰ سال کی عمر میں حدیث کی کئی کتب حفظ تھیں، مولانا مودودیؒ صاحب معرکۃ الآراء کتاب ”الجهاد فی الاسلام“ لکھی تو ان کی عمر ۲۳ سال تھی۔ (۱۷۸)

۸۔ ایسی سرگرمیوں کو فروغ دیا جائے جو افراد کو کمالی، بے کاری، آرام پسندی اور عیش کوشی سے بچا کر اس کی متضاد سمت یعنی تعلیمی سرگرمیوں، مطالعہ، تیراکی مفید کھیل کا ذریعہ بنیں۔

۱۔ حکومتی سطح پر غیر رسمی تعلیمی و تربیتی کے اداروں کو مؤثر بنا کر ان پر نظر رکھنا مثلاً مساجد، ریڈیو، ٹی وی وغیرہ

۲۔ ان اداروں سے ایسی آواز بلند ہو جو افراد میں بہترین تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنیں۔

۳۔ دارالمطالعہ کا قیام اور جو پہلے سے قائم ہیں ان کو فعال بنانا، مفید اور حقیقی تعلیمی سرگرمیوں کو فروغ دینا۔

۴۔ قومی بجٹ کا وافر حصہ تعلیم کے لئے وقف کرنا جو ترقی یافتہ ممالک کے شرح کے

مطابق ہو۔ (ابھی بھی ہمارے قومی بجٹ کا بہت کم حصہ تعلیم کے لئے ہے)
 ۵۔ اساتذہ کی کردار سازی کرنا اور انہیں جدید ٹیکنالوجی سے متعارف کرانا اور انہیں
 اس قابل بنانا کہ مستقبل کے ایسے معمار تیار کریں جو ملک و ملت اور مذہب کے
 جال نثار ہوں۔

۶۔ پورے ملک میں جامعات، تعلیمی اداروں اور غیر رسمی تعلیمی اداروں کا جال بچھانا۔
 ۷۔ ہر شہری تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو چاہے وہ کسی عمر کا ہو، کسی بھی مذہب اور رنگ و
 نسل کا ہو۔

۸۔ تعلیم و تربیت کو آسان، دلچسپ موثر اور ہمہ گیر بنانے کے طور طریقوں پر تجربات
 اور تحقیقی کام کیا جائے اور معیاری مفید کتب کی تیاری اور تقسیم کا مناسب انتظام
 ہو۔ (۱۷۹)

حرف آخر:

آج امت مسلمہ مسائل میں گھری ہوئی ہے تعلیم و ٹیکنالوجی میں بہت پیچھے ہے، لیکن
 یہ علم ہماری ہی گمشدہ میراث ہے، ہمیں ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہئے، طویل المیعاد منصوبہ بندی
 کر کے جدوجہد کریں، یقین محکم، عمل پیہم، جہد مسلسل ہمارا موثر ہتھیار ہوں، اعلیٰ انسانی اخلاقی
 و ثقافتی اقدار سے ہم متصف ہوں تو یقیناً ہم دوبارہ دنیا کی رہنمائی کر سکیں گے۔

اور انشاء اللہ وہ دن بھی آئے گا جب شاعر مشرق کی یہ پیش گوئی پوری ہوگی:

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے (۱۸۰)



حواشہ و حوالہ جات

۱۔ محمد صحبت خان، ڈاکٹر، شعلہ آواز، کراچی، قمر العلوم سلیمانیہ،

۱۹۹۸ء، ص ۳۳

۲۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، کراچی، شعبہ

تصنیف و تالیف ترجمہ، جامعہ کراچی، اشاعت چہار دہم، ۲۰۰۶ء،
ص ۴۲۲

Shipley, Joseph, T. Dictionary of word originis, ۳.
ames, lows, P.114

افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور،
۲۰۰۸ء، ص ۴۰

ثناء اللہ محمود، مفتی، رسول اکرم ﷺ کا انداز تربیت، کراچی،
۲۰۰۵ء، ص ۴۸۶

افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز،
۲۰۰۸ء، ص ۵۱

ابوسلمان شاہجہان پوری، ڈاکٹر، مقدمہ مجلہ علم و آگہی،
خصوصی شمارہ بعنوان برصغیر کے علمی، ادبی اور تعلیمی ادارے،
کراچی، گورنمنٹ نیشنل کالج، بابت سن ۱۹۷۳ء، ص ۲۱

روزنامہ شہاب، لاہور، ۸ اپریل ۱۹۶۲ء، بحوالہ ابوطارق، مولانا
مودودی کے انٹرویو، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، س-ن، ص ۱۲۶

مودودی، سید ابوالاعلیٰ، اسلامی نظام تعلیم اور پاکستان میں اس
کے نفاذ کی عملی تدابیر، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، ۲۰۰۶ء،
ص ۱۱۰

سعید اختر، پروفیسر، ہمارا نظام تعلیم، لاہور، البدر پبلیکیشنز،
۱۹۷۶ء، جزء اول، ص ۹

یوسف القرضاوی، علامہ ڈاکٹر، تعلیم کی اہمیت، مترجم ابوسعید
اظہر ندوی، نئی دہلی، مکتبہ اسلامی پبلیکیشنز، ۱۹۹۸ء، ص ۲۲

محمد سلیم، پروفیسر، قرآن کا تصور تعلیم، لاہور، احباب پبلی
کیشنز، ۱۹۷۹ء، ص ۴۹

- ۱۳۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریۂ حیات، کراچی، شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۴۳۲
- ۱۴۔ یوسف القرضاوی، ڈاکٹر، الرسول والعلم، ترجمہ ارشاد الرحمن، لاہور، دارالتذکیر، ۲۰۰۹ء، ص ۸۲
- ۱۵۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوينی، سنن، دارالسلام، ریاض، موسوعة الحديث الشريف، کتاب السنة، باب فضل العلماء والحث.....، رقم الحديث ۲۲۹، ص ۲۴۹۱
- ۱۶۔ عبدالرحمن بن حسن آل شیخ، اسس التربية الاسلامية في السنة النبويه، ليبيا، الدار العربية للكتاب، س-ن، ص ۲۵
- ۱۷۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریۂ حیات، شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۴۲۸
- ۱۸۔ اختر حسین عزمی، ڈاکٹر، فطرت انسانی اور دعوت و تربیت، لاہور، منشورات، ۲۰۰۹ء، ص ۷۶
- ۱۹۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب الجہاد والسير، باب السير وترك التنفير، رقم الحديث ۴۵۰۰، ص ۸۲۳
- ۲۰۔ بحوالہ تعلیم و تعلم اور دعوت کے اسلامی اصول و آداب، نصیب الرحمن علوی، کراچی، رم زم پبلشرز، ۱۹۸۹ء، ص ۵۰
- ۲۱۔ ایضاً، ص ۵۱
- ۲۲۔ القرآن، سورة البقرہ، آیات ۱۳۳-۱۳۱
- ۲۳۔ محمد ہود، بچوں کی تربیت، لاہور، دارالاندس، س-ن، ص ۱۱۴
- ۲۴۔ مفہوم آیات، سورة لقمن، آیات ۱۷.۱۳
- ۲۵۔ سید امیر علی، Spirit of islam، ترجمہ: محمد ہادی حسین، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۹ء، ص ۵۳۱

- ۲۶۔ عبد الفتاح ابو غدة، حضور ﷺ استاذ و مربی، ترجمہ شمس الحق ندوی، کراچی مجلس نشریات اسلام، ۲۰۰۳ء، ص ۲۷
- ۲۷۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، کراچی، شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۴۳۴
- ۲۸۔ حالی، خواجہ الطاف حسین، مسدس حالی، کراچی، تاج کمپنی، س-ن، ص ۱۷
- ۲۹۔ ایضاً، ص ۴۳۵
- ۳۰۔ سید امیر علی، Spirit of Islam، ترجمہ محمد ہادی حسین، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۹ء، ص ۵۳۱
- ۳۱۔ خالد علوی، ڈاکٹر، انسانِ کامل، لاہور، الفیصل ناشران کتب، ۲۰۰۵ء، ص ۲۱۴
- ۳۲۔ قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار المعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا، ص ۶۶۹، رقم الحدیث ۳۶۲۸
- ۳۳۔ عبد الرؤف مناوی، علامہ، کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق، لاہور، مطبع گیلانی، ۱۹۳۰ء، ص ۱۴۱
- ۳۴۔ اُم کلثوم، ڈاکٹر، بچے کی تربیت، اسلام آباد، دعویہ اکیڈمی، ۲۰۰۶ء، ص ۱۱
- ۳۵۔ شیخ عبد اللہ ناصح علوان، تربیۃ الأولاد فی الاسلام، ترجمہ: ڈاکٹر حبیب اللہ مختار، کراچی، مکتبۃ الحبیب، ۱۹۹۵ء، ص ۴۶
- ۳۶۔ بحوالہ: ڈاکٹر اُم کلثوم، بچے کی تربیت، محولہ سابقہ، ص ۱۱
- ۳۷۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، لاہور، خزینۂ علم و ادب، ۲۰۰۶ء، ص ۵۹۰
- ۳۸۔ اُم کلثوم، ڈاکٹر، بچے کی تربیت، محولہ سابقہ، ص ۱۲

- ۳۹۔ محمد طاہر القادری، علامہ، ڈاکٹر، اسلام میں انسانی حقوق، لاہور، منہاج القرآن، پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص ۱۳۲
- ۴۰۔ الغزالی، حجة الاسلام امام ابو حامد محمد، کیمیائے سعادت، ترجمہ پروفیسر ملک محمد عنایت اللہ، لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۰۴ء، ص ۲۴۶
- ۴۱۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، ۱۹۸۳ء، جلد سوم، ص ۴۸۴
- ۴۲۔ القرآن، سورۃ آل عمران، آیت ۷
- ۴۳۔ القرآن، سورہ فاطر، آیت ۲۸
- ۴۴۔ القرآن، سورہ الزمر، آیت ۹
- ۴۵۔ القرآن، سورہ یوسف، آیت ۷۶
- ۴۶۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، موسوعۃ الحدیث الشریف، ریاض دار السلام، ۲۰۰۰ء، کتاب السنۃ باب فضل العلماء و الحدیث علی طلب العلم، رقم الحدیث ۲۲۴، ص ۲۴۹۱
- ۴۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، القاہرہ، ۱۳۷۹ھ، ج ۲، ص ۱۴
- ۴۸۔ القرآن، سورۃ العنکبوت، آیت ۲۰
- ۴۹۔ القرآن، سورۃ البقرہ، آیت ۱۶۴
- ۵۰۔ القرآن، سورہ لقمان، آیت ۲۰
- ۵۱۔ القرآن، سورہ بقرہ، آیت ۲۹
- ۵۲۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، محمد بن یزید الزوینی، محولہ سابق، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء، رقم الحدیث ۲۲۴، ص ۲۴۹۱
- ۵۳۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، محولہ سابقہ، ابواب الدعوات، باب دعاء رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث ۳۸۳۳، ص ۲۷۰
- ۵۴۔ القرآن، سورہ جاثیہ، آیت ۱۳

۵۵. القرآن، سورہ عنکبوت، آیت ۲۰
۵۶. القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار المعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب الایمان، باب بین الایمان والاسلام والاحسان، رقم الحدیث ۹۳، ص ۶۵
۵۷. القشیری، مسلم بن الحجاج، محولہ سابقہ، کتاب الصید، باب الامر باحسان الذبح والقتل.....، رقم الحدیث ۵۰۲۸، ص ۹۲۴
۵۸. ایضاً،
۵۹. نعیم صدیقی، اسلامی حکمت تعلیم و تربیت، علی گڑھ، ششماہی علوم القرآن، جنوری، جون ۲۰۰۶ء، ص ۷۵
۶۰. عزمی، اختر حسین، ڈاکٹر، فطرت انسانی اور دعوت و تربیت، لاہور، منشورات، ۲۰۰۹ء، ص ۷۳
۶۱. ایضاً، ص ۷۳
۶۲. خرم مراد، اپنی تربیت آپ، لاہور، ماہنامہ ترجمان القرآن، فروری ۲۰۰۵ء، ص ۹۱
۶۳. القرآن، سورہ النجم، آیت ۳۹
۶۴. خرم مراد، اپنی تربیت آپ، محولہ سابقہ، ص ۹۲
۶۵. القرآن، سورۃ الاعلیٰ، آیت ۱۴
۶۶. القرآن، سورہ النور، آیات ۵۸، ۵۹
۶۷. احمد خلیل جمعہ، اولاد کی تربیت، لاہور، بیت العلوم، ۲۰۰۳ء، ص ۲۳۳
۶۸. احمد خلیل جمعہ، اولاد کی تربیت، محولہ سابقہ، ص ۲۴۳
۶۹. القرآن، سورۃ المومنون، آیت ۱۱۵
۷۰. احمد خلیل جمعہ، اولاد کی تربیت، محولہ سابقہ، ص ۲۴۴
۷۱. القرآن، سورۃ النساء، آیت ۸۶

۷۲. احمد خلیل جمعہ، اولاد کی تربیت، محولہ سابقہ، ص ۲۳۵
۷۳. اختر حسین عزمی، ڈاکٹر، فطرتِ انسانی اور دعوت و تربیت محولہ سابقہ، ص ۷۴
۷۴. ایضاً، ص ۸۰
۷۵. القرآن، سورة الجمعہ، آیت ۲
۷۶. القرآن، سورة آل عمران، آیت ۱۶۴
۷۷. القرآن، سورة البقرہ، آیت ۱۵۱
۷۸. القرآن، سورة البقرہ، آیات ۱۲۹-۱۲۷
۷۹. القرآن، سورة العنکبوت، آیت ۴۸
۸۰. القرآن، سورة العلق، آیات ۱-۵
۸۱. القرآن، سورة الزمر، آیت ۹
۸۲. القرآن، سورة آل عمران، آیت ۱۸
۸۳. القرآن، سورة المجادلہ، آیت ۱۱
۸۴. القرآن، سورة النحل، آیت ۴۳
۸۵. القرآن، سورة التوبہ، آیت ۱۲۲
۸۶. القرآن، سورة آل عمران، آیت ۱۸۷
۸۷. القرآن، سورہ فاطر، آیت ۲۸
۸۸. القرآن، سورة العنکبوت، آیت ۴۳
۸۹. القرآن، سورة النکبوت، آیت ۴۹
۹۰. القرآن، سورہ طہ، آیت ۱۱۴
۹۱. ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، موسوعة الحديث الشريف، رياض، دار السلام، ۲۰۰۰ء، ابواب البر والصلة، باب ماجاء، في ادب الولد، رقم الحديث ۱۹۵۲ء، ص ۱۸۴۸
۹۲. البخاری، محمد بن اسمعيل، صحيح بخاری، رياض، دار لسلام، ۲۰۰۰ء، کتاب العلم، باب من يرد الله به خيراً، رقم الحديث، ۷۱،

ص ۸

۹۳۔ ابن ماجہ، محمد یزید القزوينی، سنن، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء

رقم الحديث ۲۲۴، ص ۲۴۹۱

۹۴۔ ابن ماجہ، سنن، کتاب السنۃ، محوله سابقہ، باب فضل من تعلم

القرآن، رقم الحديث ۲۱۳، ص ۲۴۹۰

۹۵۔ ابن ماجہ، سنن، محوله سابقہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء، رقم

الحديث ۲۲۳، ص ۲۴۹۱

ایضاً

۹۷۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، محوله

سابقہ، ابواب العلم، رقم الحديث ۲۶۵۷، ص ۱۹۱۹

۹۸۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار المعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب

العلم، رقم الحديث ۴۸۷۶، ص ۱۲۱۵

۹۹۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محوله سابقہ، کتاب الامارہ، رقم

الحديث ۴۸۷۶، ص ۸۹۹

۱۰۰۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محوله سابقہ،

ابواب العلم رقم الحديث ۲۶۶۹، ص ۱۹۲۰

۱۰۱۔ البخاری، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، موسوعة الحديث

اشرف، کتاب المغازی، باب حجة الوداع، رقم الحديث ۴۴۰۳،

ص ۳۶۰

۱۰۲۔ ایضاً، رقم الحديث ۴۴۰۶، ص ۳۶۱

۱۰۳۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، موسوعة

الحديث الشريف، ریاض، دار السلام، ۲۰۰۰ء، ابواب العلم، باب

فضيلة الفقه، رقم الحديث ۲۶۸۵، ص ۱۹۲۲

۱۰۴۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب السنۃ، باب فیما انکرت الجہیہ، رقم الحديث

۲۲۶، ص ۲۴۹۱

۱۰۵۔ ترمذی، جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فضل الفقه، رقم

الحديث ۲۶۸۲۴، ص ۱۹۲۲

۱۰۶۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محوله سابقه،

ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، رقم الحديث ۲۶۴۶، ص ۱۹۱۸

۱۰۷۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، محوله سابقه، ابواب العلم، باب

فضل طلب العلم، رقم الحديث ۲۶۴۶، ص ۱۹۱۸

۱۰۸۔ علی متقی الہندی، کنز العمال، بیروت، احیاء التراث الاسلامی، رقم

الحديث ۲۸۶۸۴

۱۰۹۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، محوله سابقه، کتاب السنۃ، رقم الحديث

۲۲۶، ص ۲۴۹۱

۱۱۰۔ الترمذی، جامع الترمذی، محوله سابقه، رقم الحديث ۲۶۸۵،

ص ۱۹۲۲

۱۱۱۔ علی متقی الہندی، کنز العمال، محوله سابقه، رقم الحديث ۲۸۷۰۱

۱۱۲۔ ترمذی، جامعہ الترمذی، محوله سابقه، ابواب العلم، باب فضل طلب

العلم، رقم الحديث ۲۶۴۸، ص ۱۹۱۸

۱۱۳۔ ہیثمی، نور الدین ابو الحسن علی، مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۴۷۳، رقم

الحديث ۹۸۴

۱۱۴۔ ایضاً، ج ۱، ص ۳۳۰، رقم الحديث ۵۰۲

۱۱۵۔ خطیب التبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ المصابیح، دمشق، المکتب

الاسلامی، ۱۹۶۱ء، کتاب الاداب، باب السلام، ۵۴۲/۲

۱۱۶۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ریاض،

دار السلام، موسوعة الحديث الشريف، ۲۰۰۰ء، ابواب الاستیذان،

والآداب، باب ماجاء فی التسليم علی الصبيان، رقم الحديث ۲۶۹۶،

ص ۱۹۲۳ء

۱۱۷۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ،

۲۰۰۷ء، کتاب الفضائل، باب رحمۃ النبی ﷺ، الصبیان، رقم الحدیث

۵۹۸۱، ص ۱۰۷۹

۱۱۸۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محولہ سابقہ، باب ماروی احب

البلاد، رقم الحدیث ۱۰۲۶، ص ۳۱۳

۱۱۹۔ حضرت ابن عمرؓ کا طرزِ عمل اس کی شہادت ہے، فتح الباری، کتاب

الاستیذان، باب افشاء السلام، ۱۱/۱۶

۱۲۰۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ریاض،

دارالسلام موسوعۃ، الحدیث الشریف، ۲۰۰۰ء، ابواب المناقب، باب

مارایت.....، رقم الحدیث ۳۶۴۱

۱۲۱۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محولہ سابقہ،

ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی طلاقۃ الوجه، الحدیث الشریف،

۱۹۷۰ء، ص ۱۸۵۰

۱۲۲۔ البخاری، کتاب الایمان، ۱/۱۵، بحوالہ خالد علوی، داکٹر، انسان

کامل، لاہور، الفیصل، ۲۰۰۴ء، ص ۵۱۱

۱۲۳۔ بخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح بخاری، موسوعۃ الحدیث

الشریف، ریاض دارالسلام، ۲۰۰۰ء، کتاب المغازی، باب حدیث کعب

بن مالک، رقم الحدیث ۴۴۱۸، ص ۳۶۲

۱۲۴۔ البخاری، کتاب النفقات، باب نفقۃ المعسر علی اہلہ، رقم الحدیث

۶۳۶۸، ص ۴۶۳

۱۲۵۔ البخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح بخاری، محولہ سابقہ، کتاب

المرضى، باب وجوب عیادۃ المریض، رقم الحدیث ۵۶۴۹، ص ۴۸۴

۱۲۶۔ البخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح بخاری، محولہ سابقہ، کتاب

- المرضى، باب عيادة الاعراب، رقم الحديث ٥٦٥٦، ص ٤٨٤
- ١٢٧- الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محوله سابقہ، ابواب المناقب، باب مناقب لانس، رقم الحديث ٣٨٢٨، ص ٢٠٤٥
- ١٢٨- مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، محوله سابقہ، كتاب الشعر، باب فی انشا دالاشعار، رقم الحديث ٥٨٥٢، ص ١٠٥٥
- ١٢٩- بخاری، كتاب الادب، باب من بسط له فی الرزق بصلۃ الرحم، رقم الحديث، ص ٥٠٧
- ١٣٠- مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، محوله سابقہ، كتاب الايمان، باب الدلیل علی ان.....، رقم الحديث ١٦٩، ص ٨٠
- ١٣١- ایضاً
- ١٣٢- الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محوله سابقہ، ابواب البر والصلۃ، رقم الحديث ١٩٥٢، ص ١٨٤٨
- ١٣٣- البخاری، الجامع الصحيح، محوله سابقہ، كتاب الادب، باب ماينهى.....، رقم الحديث ٦٠٦٦، ص ٥١٢
- ١٣٤- ایضاً، كتاب الجنائز، باب ما يكره الصلوة علی المنافقين، رقم الحديث ١٣٦٦، ص ١٠٦
- ١٣٥- ایضاً، كتاب المغازی، باب قتل حمزه، رقم الحديث ٤٠٧٢، ص ٣٣٣
- ١٣٦- بخاری، كتاب بدء الخلق، باب ذكر هند بنت عنبه، ٢٣٢/٤
- ١٣٧- بحوالہ شبلی نعمانی و ندوی، سیرۃ النبی ﷺ، کراچی، دارالاشاعت، ٢٠٠٤، جلد اول، ص ٣١١
- ١٣٨- خطیب التبریزی، محمد ب عبدالله، مشکوٰۃ المصابیح، محوله سابقہ، كتاب الادب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، ٦١٣/٢
- ١٣٩- البخاری، محمد بن اسمعیل، بیح البخاری، محوله سابقہ، كتاب الادب، باب الفرق فی الامرکله، رقم الحديث ٦٠٢٤، ص ٥٠٩

- ۱۴۰۔ کنز، کتاب المواعظ، ۱۶/۱۲۸
- ۱۴۱۔ البخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح البخاری، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشاً، رقم الحدیث، ۶۰۳۲، ص ۵۱۰
- ۱۴۲۔ البخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح البخاری، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب اکرام الضیف، رقم الحدیث ۶۱۳۶، ص ۵۱۷
- ۱۴۳۔ البخاری، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب کل معرف صدقہ، رقم الحدیث ۶۰۲۱، ص ۵۰۹
- (تلخیص از انسان کامل، ڈاکٹر خالد علوی، لاہور، الفیصل ناشران کتب، ۲۰۰۵ء، ص ۵۱۳-۵۱۱)
- ۱۴۴۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز ۲۰۰۸ء، ص ۴۱
- ۱۴۵۔ ایضاً، ص ۴۳
- ۱۴۶۔ شیخ عبداللہ ناصح علوان، اسلم اور تربیت اولاد، ترجمہ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار، کراچی، مکتبہ الحبیب، ۱۹۹۵ء، ص ۳۵۴
- ۱۴۷۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار المعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب المساجد، باب ماروی احب البلاد، رقم الحدیث ۱۵۲۶، ص ۳۱۳
- ۱۴۸۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محولہ سابقہ، کتاب الدعوات، بافضل الاجتماع.....، رقم الحدیث ۶۷۹۳، ص ۱۲۲۳
- ۱۴۹۔ اسلام اور تربیت اولاد، ڈاکٹر حبیب اللہ مختار، محولہ سابقہ، ص ۳۵۳
- ۱۵۰۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، محولہ سابقہ، ص ۴۵
- ۱۵۱۔ ایضاً، ص ۴۵

- ۱۵۲۔ ایضاً، ص ۴۷
- ۱۵۳۔ ام کلثوم، ڈاکٹر، بچے کی تربیت، اسلام آباد، دعویہ اکیڈمی، ۲۰۰۶ء، ص ۱۷
- ۱۵۴۔ ایضاً، ص ۲۰
- ۱۵۵۔ ایضاً، ص ۲۴
- ۱۵۶۔ محمد زین العابدین منصوری، فکری یلغار، ترجمان القرآن، لاہور، ستمبر ۲۰۰۶ء، ص ۵۶
- ۱۵۷۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، محولہ سابقہ، ص ۴۲۴
- ۱۵۸۔ ایضاً،
- ۱۵۹۔ روزنامہ جنگ، ۱۴ اگست، ۱۹۹۶ء، بحوالہ محمد انور بن اختر، انگریزی اور مخلوط تعلیمی نظام، کراچی، ادارہ اشاعت اسلام، ۲۰۰۴ء، ص ۲۹۳
- ۱۶۰۔ ایضاً، ص ۲۹۴
- ۱۶۱۔ سید محمد سلیم، پروفیسر، مغربی فلسفہ تعلیم، کراچی، زوآر اکیڈمی پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص ۱۷۰
- ۱۶۲۔ القرآن، سورہ نوح، آیت ۱۰-۵
- ۱۶۳۔ القرآن، سورہ طہ، آیات ۴۳-۴۴
- ۱۶۴۔ القرآن، سورہ نحل، آیت ۱۲۵
- ۱۶۵۔ نذر الحفیظ ندوی، سیکولر میڈیا، لاہور، عوامی میڈیا وچ کمپنی، س.ن، ص ۱۰۹
- ۱۶۶۔ نذر الحفیظ ندوی، مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، کراچی، مجلس نشریات اسلام، س.ن، ص ۲۱

۱۶۷۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، موسوعة الحديث الشريف، ریاض، دار السلام، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة، رقم الحديث ۲۶۸۷، ص ۱۹۲۲

۱۶۸۔ مناظر احسن گیلانی، علامہ، برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، لاہور، المیزان ۲۰۰۶ء، جلد دوم، ص ۴

169- Robbi A Grohman, Neturei Karta, UK/ Middle East and Terrorism, <http://www.islamic-studies.org/terrorconfer.pro.htm>

170- (i)The google page. The U.S Site wikki pedia, the free Encyclopaida. (ii)Wixianswer.com, (iii)Yahoo.com, (iv) Fact sand details. communication.

۱۷۱۔ نذر الحفیظ ندوی، مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۲۰۰۱ء، ص ۳۸۹

۱۷۲۔ ایضاً، ص ۲۸۷

173- Horonyahya Islam demoucesterrois, Brostp, Amal press, 2002 page.9

۱۷۴۔ محمد قطب، اسلام کا نظام تربیت، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء، ص ۳۸۰

۱۷۵۔ ایضاً، ص ۳۶۴

۱۷۶۔ ایضاً، ص ۳۷۵

۱۷۷۔ ایضاً، ص ۳۸۰

۱۷۸۔ حفصہ صدیقی، بچوں سے گفتگو کیسے کریں، کراچی، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، ۲۰۱۰ء، ص ۹۷

۱۷۹۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، محولہ سابقہ، ص ۴۷

۱۸۰۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، محولہ سابقہ، ص ۲۰۳

